ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک یکم نومبر ۱۹۹۶ء شمارہ ۴۴

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے، امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگیں مارتی ہے، ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں، حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا۔ اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضورِ الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ۔ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولتی، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے، اس لئے سورہ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہئے اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائلِ کامل اور محتاجِ مطلق کی صورت بنا دے اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اسی طرح سے چاہئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرضِ حال کرے۔

پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے، نماز میں لذت کہاں؟

(ملفوظات جلد اول (طبع جدید) صفحہ ۴۰۲)

آج کے معاشرہ کو تبدیل کرنے کے لئے قوت قدسیہ ضروری ہے اور یہ قرب الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

قوت قدسیہ سچائی کے ایک معیار کا نام ہے۔ وہ سچائی جو انسان کے ظاہر و باطن پر پوری طرح قبضہ کر لے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

اوسلو، ناروے (۱۸ اکتوبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد نور ناروے میں ارشاد فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد گزشتہ خطبہ کے مضمون کے تسلسل میں دعوت الی اللہ سے متعلق مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

حضور انور نے فرمایا کہ تبدیلی پیدا کرنے کی طاقت عمل صالح سے عطا ہوتی ہے۔ قول حسن کو نیک عمل رفعت بخشتا ہے اور اگر نیک عمل ساتھ نہ ہو تو بعض دفعہ یہ الٹا اثر پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جس کی طرف بلاتا ہے اس کی طرف بڑھنے کی خود کوشش کریں۔ جب کوشش شروع کریں گے تو اس کے نتیجہ میں اس کے اندر ایک سچائی کی طاقت پیدا ہوتی ہے اور وہ سچائی کی طاقت ہے جو اس کے قول کو نصیب ہوتی ہے۔ سچے آدمی کی بات دنیا سنتی بھی ہے اور اس کا اثر بھی لیتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ کئی لوگ ہیں جو ویسے سچ بولتے ہیں مگر ان کا عمل ان کو جھٹلا رہا ہوتا ہے۔ ویسے سچے لوگ ہیں لیکن خدا کی طرف بڑھنے کے لئے وہ سچی کوشش نہیں کرتے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اور ایسے لوگوں کو بھی خدا جھوٹا قرار دیتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کی مثال کے طور پر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رسالت کی گواہی سے زیادہ سچی بات کونسی ہو سکتی ہے لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب منافق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ ان کا عمل اس گواہی سے متصادم ہے اس لئے اگرچہ خدا جانتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے لیکن اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق لوگ جھوٹے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر دل مکمل طور پر اس قول کی تائید میں نہیں ہے، اگر کسی کا عمل اس کی تصدیق نہیں کرتا تو خواہ قول سچا ہی ہو وہ شخص جھوٹا ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر قول حسن کی تائید عمل سے شروع کریں گے تو اس میں طاقت پیدا ہوگی۔ سچے آدمی کی بات میں جو وزن ہے اس

باقی اگلے صفحہ پر

مختصرات

بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت والدین کا ایک اہم فرض ہے۔ بعض اوقات والدین یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگرچہ یہ فرض اہم ہے لیکن ہمیں اپنی دیگر مصروفیات کی وجہ سے بچوں کی تعلیم و تربیت کا وقت نہیں ملتا۔ یہ عذر ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ بچوں کو زیور تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا بہرحال والدین کی ذمہ داری ہے جسے ہر قیمت پر ادا کرنا ان کا فرض ہے۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا ایک ذریعہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دور میں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے MTA انٹرنیشنل ہے۔ اگر والدین اپنے گھروں میں یہ سہولت مہیا کرلیں اور اپنے بچوں کو باقاعدگی سے اس کے پروگرام دکھائیں (بالخصوص حضور انور کے ساتھ بچوں کی کلاس) تو انشاء اللہ اس کے بہت ہی اچھے نتائج ظاہر ہوں گے اور خود محسوس کریں گے کہ ان کے بچے دن بدن اسلامی رنگ میں رنگین ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ساری دنیا کے احمدی والدین اس خوشکن تجربہ میں شریک ہوں۔

ہفتہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء

حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں آج خاکسار نے بچوں اور بچیوں کی کلاس لی۔ تلاوت و نظم کے بعد بچوں کو اسلامی طریق سلام کے بارہ میں بتایا۔ سلام کے الفاظ کا صحیح تلفظ اور سلام کے آداب بتائے گئے۔ بعد ازاں انبیاء کرام، صحابہ کرام، صلحاء کرام اور حضور انور کے ناموں کے بعد استعمال ہونے والی اسلامی اصطلاحات کے صحیح الفاظ اور ان کا ترجمہ سکھایا۔ کلاس کے فولڈر کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا اور بتایا کہ اگلے ہفتہ انشاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کے بارہ میں معلومات کا مقابلہ ہوگا۔

اتوار ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۶ء

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ایک گذشتہ مجلس سوال و جواب "ملاقات" پروگرام میں پیش کی گئی جو ۲۲ ستمبر ۹۶ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں افریقن ممالک کے خدام نے شرکت کی تھی۔

سوموار، منگل ۱۴ و ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء

چونکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آجکل یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں اس لئے ان دو دنوں میں قرآن کریم کی گذشتہ کلاسز دوبارہ دکھائی گئیں۔

بدھ، جمعرات ۱۶ و ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں بھی ہومیوپیتھی طریقہ علاج کی گذشتہ کلاسز دوبارہ دکھائی گئیں۔

جمعۃ المبارک ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء

آج کا خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناروے کی احمدیہ مسجد میں ارشاد فرمایا جو نارویجن ٹیلی ویژن کے تعاون سے MTA انٹرنیشنل پر LIVE پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حضور انور کا حافظ و ناصر ہو اور ہر آن علم و فضل میں اضافہ فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

(ع۔م۔ر)

قادیان دارالامان میں

۱۰۵ واں جلسہ سالانہ

۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۹۶ء کو منعقد ہوگا

انشاء اللہ تعالیٰ

احباب سے اس جلسہ کے بخیروخوبی انعقاد اور ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

★ ★ ★

آئندہ شمارہ

میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۴ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت بصیرت افروز اختتامی خطاب کا مکمل متن بالاقساط پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

اداریہ

خیرو برحالِ خود نگاہ بکن

یوں تو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت و عظمت اور جلالت شان اور اس کی وحدانیت کے نشانات اس کائنات میں ہر طرف بکثرت پھیلے پڑے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، گردش لیل و نہار میں غرضیکہ زمان و مکان میں جس طرف بھی آپ فکر و نظر کو دوڑائیں اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس محکم و ابلغ نظام کا ایک واحد و یگانہ خالق و مالک ہے لیکن اس بیرونی کائنات میں ہی نہیں خود نفس انسانی میں بھی ایسے بہت سے نشان پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے بنی نوع انسان کو اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢١﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢٢﴾ (الذاریات: ۲۱، ۲۲)

یعنی اس زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں اور خود تمہارے اپنے وجودوں میں بھی (نشانات ہیں)۔ پس کیا تم بصیرت سے کام نہیں لیتے۔ اس جگہ "افلا تبصرون" کے الفاظ انسانی فطرت کی اس کمزوری کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اکثر انسان اپنی ذات، اپنے وجود پر بھی غور نہیں کرتے۔ ورنہ اگر وہ صرف اپنی ذات پر ہی غور کریں تو انہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس طرح ایک ناقابل ذکر حالت سے مختلف ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے اس حالت کو پہنچے ہیں۔ کس طرح ایک بدبودار "ماء مهین" سے خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت سے "احسن تقویم" کی حالت میں انسان کو پیدا فرما دیا۔ اگر انسان اپنی تخلیق اور اپنی جسمانی حالت پر ہی غور کرے تو اسے معلوم ہو سکتا ہے رب العالمین اور رحمان و رحیم خدا کے اس پر کس قدر احسانات ہیں۔ اگر اس کی رحمت اور قیومیت کا فیض نہ ہو تو انسان ایک لحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور پھر وہ ہمیشہ احسانمندی کے جذبات کے تحت اپنے اس خالق و مالک کی مرضی کے تابع اس کی عطا کردہ قوتوں اور استعدادوں کو صرف کرے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اسے اس مالک یوم الدین کے حضور جوابدہ ہونا ہوگا۔ لیکن بد قسمتی سے انسان اکثر ان امور پر غور نہیں کرتا۔ جب تک انسان کو صحت، مال، اقتدار حاصل ہوتا ہے وہ اپنے اسباب پر بھروسہ کرتا ہے اور خود کو ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کا محتاج ماننے اور اس کی حمد و شکر کرنے کی بجائے خدا سے بے نیاز ہو کر اس سے دوری کی زندگی گزارتا ہے۔ مگر جب کوئی عوارض لاحق ہوتے ہیں، کوئی مصیبت آ پڑتی ہے، جسمانی قویٰ ڈھیلے ہوتے ہیں، استعدادیں کمزور پڑتی اور صلاحیتیں جواب دینے لگتی ہیں، جب مال و اقتدار ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور طرح طرح کے عذاب اور مصیبتوں سے دوچار ہوتا ہے تو پھر اسے خدا یاد آتا ہے اور "فذو دعآء عریض" کے مصداق اللہ کو پکارتا ہے اور ان مصیبتوں کے ازالہ کے لئے فریاد کرتا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو ایک مثال کے ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایک صاحب محمد رمضان ہوتے تھے۔ وہ خدا کے قائل نہ تھے۔ مگر جب مرض الموت نے آکر ان کو پکڑا تو آخر اپنا مذہب بدلا اور اس وقت کہتے تھے کہ اگر ایک دفعہ مجھے تندرستی حاصل ہو جاوے تو میں پھر کبھی خدا کے وجود سے منکر نہ ہوں گا۔ اس لئے انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ غفلت سے پرہیز کرے اور اس ذات پر نظر رکھے جس کے بغیر ایک ذرہ کا قیام بھی مشکل ہے۔ لا الہ الا اللہ کے یہی معنے ہیں کہ انسان اس کی طرف بار بار رجوع کرے اور اس کے مقابلہ پر کسی اور وجود اور شئے کو متصرف اور مقتدر نہ جانے۔" (ملفوظات جلد سوم (طبع جدید) صفحہ ۲۷۴)

پس اگر انسان اپنے وجود، اپنی ذات پر غور کرے تو اسے توحید کا عظیم الشان سبق حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اپنے وجود، اپنی ذات پر غور بے حد ضروری ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "من عرف نفسه فقد عرف ربه" یعنی جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کا عرفان حاصل کر لیا۔ اپنے وجود پر غور کے بھی کئی پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو جسمانی تخلیق اور انسانی قویٰ اور صلاحیتوں اور استعدادوں پر غور کا ہے اور ایک دوسرا پہلو روحانی لحاظ سے اپنے وجود کا تجزیہ کرنے کا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ دو نہایت متقی اور پارسا بزرگوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ انی احبک فی اللہ میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ دوسرے نے جواب دیا لو تعلم ما اعلم ما فی نفسی لا بغضتنی فی اللہ کہ اپنے نفس کی کمزوریوں اور لغزشوں کا جو علم میں رکھتا ہوں اگر آپ کو ان کا علم ہو جائے تو آپ اللہ کی خاطر ہی مجھ سے نفرت کرنے لگیں۔ اس پر وہ پہلے بزرگ کہ وہ بھی اپنے نفس کی معرفت رکھتے تھے اور ایک عارف باللہ تھے کہنے لگے اذاً یشغلنی نفسی ایسی صورت میں مجھے آپ کی کمزوریوں گناہوں یا خطاؤں سے واقف ہونے کی کیا ضرورت ہے میرا اپنا نفس ہی مجھے ان امور میں الجھانے کے لئے کافی ہے۔

یہ حکایت بہت ہی پیاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کی کمزوریوں پر نظر رکھے، اپنی خطاؤں، لغزشوں اور روحانی بیماریوں پر نگاہ رکھے تو اسے یہ فرصت ہی نہیں مل سکتی کہ وہ دوسروں کے عیوب اور کمزوریوں کا تجسس کرے یا چغلی اور غیبت وغیرہ برائیوں کا مرتکب ہو۔ ہر انسان کے اپنے اندر ایسے کتنے ہی تاریک گوشے ہیں کہ اگر وہ ان نفس کے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش میں اپنی ساری زندگی صرف کر دے تو نہیں کہہ سکتا کہ مرتے وقت وہ اپنے نفس کو کلیتۃً پاک کر چکا تھا۔ مگر ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے اندر جھانکتے ہیں اور دوسروں کے اندر جھانک کر ان کی پردہ دری میں کوشاں نہیں رہتے۔ غلطی اور کمزوری سے تو کوئی بھی محفوظ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہی ہے جس نے سب کا احاطہ کیا ہوا ہے ورنہ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لو تکاشفتم ما تدافنتم اگر تم ایک دوسرے کے اندرونے سے واقف ہو جاؤ تو تم ایک دوسرے کو دفن بھی نہ کرو۔

پس ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس، اپنی ذات پر غور کرے کہ اس کے نتیجہ میں جہاں اسے خدا تعالیٰ کی توحید پر پختہ یقین نصیب ہوگا اور اپنے رب کریم کی معرفت عطا ہوگی وہاں پاکیزگیٔ نفس کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور سوسائٹی میں امن اور سلامتی کا دور دورہ ہوگا۔ اے اللہ! تو ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔

سوچتا ہوں کہ کوئی تجھؐ سے بڑا کیا ہوگا
تو اگر تو ہے تو پھر تیراؐ خدا کیا ہوگا

میں غلاموں کے غلاموں کا اک ادنیٰ خادم
مجھ سا قسمت کا دھنی کوئی بھلا کیا ہوگا

تجھؐ کو اللہ نے لولاک کی خلعت بخشی
مستحق اس کا کوئی تیرےؐ سوا کیا ہوگا

میم کے پردے میں مستور ہے تیراؐ مسکن
نامہ لکھوں تو بتا تیراؐ پتہ کیا ہوگا

جب دنیٰ کا فتدلیٰ سے ہوا ہوگا ملاپ
فرق قوسین کے مابین رہا کیا ہوگا

جب ملاقات ہوئی ہوگی سرعرش بریں
دوست نے دوست سے کیا جانے کہا کیا ہوگا

جس نے مظلوم کی تقدیر بدل کر رکھ دی
زلزلہ ہوگا تراؐ اشک گرا کیا ہوگا

جس کی ہیبت سے پہاڑوں کے بھی دل ہیں لرزاں
تجھؐ پہ اترا جو سر غار حرا کیا ہوگا

توؐ کہ اللہ کا سایہ ہے اے حسن کامل
جو ترا سایہ ہے وہ تجھ سے جدا کیا ہوگا

تو محمدؐ بھی ہے احمد بھی ہے محمود بھی ہے
تیری توصیف کا حق ہم سے ادا کیا ہوگا

تراؐ احساں ہے کہ میں نعت لکھوں تو خوش ہو
ورنہ میں کیا ہوں مرا لکھا ہوا کیا ہوگا

(چوہدری محمد علی)

بقیہ:۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

کے ساتھ ایک جھوٹے آدمی کی باتوں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جو خدا والا ہو وہ چھوٹی سی بات کرتا ہے اور اس میں تبدیلی پیدا کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ بسااوقات آپؑ کے صحابہ کی کوششوں سے جو کسی کی برائی دور نہ ہو سکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند فقروں نے اس برائی کو اس شخص سے کاٹ پھینکا۔ یہ قوت قدسیہ کا مشاہدہ ہے جو انہوں نے کیا تھا۔

حضور نے فرمایا قوت قدسیہ سچائی کے ایک معیار کا نام ہے۔ وہ سچائی جو انسان کے ظاہر و باطن پر پوری طرح قبضہ کر لے وہ ایک اتنی بڑی طاقت بنتی ہے کہ کوئی دنیا کی دوسری طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایک ایسے مقام پر پہنچے تھے کہ ذات حق سے اپنا وجود پوری طرح ملا دیا یہاں تک کہ حق کی طاقت آپؐ کی ذات میں جلوہ گر ہوئی۔

حضور نے فرمایا کہ محض علم دینے والا کسی کو پاک نہیں کر سکتا کیونکہ علم دماغ کو قائل کرتا ہے اور حکمتیں دلوں کو قائل کر جاتی ہیں اور دماغ اور دل کا یہ اتحاد ہے جو تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ بالا قوت قدسیہ عطا فرمائی کہ آپؐ کے قرب میں آنے کے نتیجہ میں لوگوں میں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ حضور نے فرمایا کہ تبدیلی کی طاقت اس شخص میں ہو سکتی ہے جو الٰہی رنگ پکڑ جائے۔ ماحول میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے قوت قدسیہ لازم ہے اور یہ قرب الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دعوت الی اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا کی جائیں کہ اللہ کا قرب حاصل ہو پھر اس کے نتیجہ میں ماحول میں لازماً تبدیلیاں ہوں گی۔ آج کے اس معاشرہ کو تبدیل کرنے کے لئے قوت قدسیہ ضروری ہے۔ پس اپنے نفوس میں، اپنی بیویوں میں، اپنے بھائیوں، بہنوں میں تبدیلیاں پیدا کریں اور اس مضمون کو چھوڑیں نہیں جب تک آپ کا بار بار کا کہنا گردوپیش میں تبدیلی پیدا نہ کرے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کبھی جبر اور حکم کے ذریعہ نیکی پیدا نہیں ہوتی ہاں ایک مصنوعی عمل پیدا ہوتا ہے۔ جبراً اور حکماً آپ اپنے خاندان کو بھی بدل نہیں سکتے۔ کبھی دنیا میں جبر نے پاک تبدیلی پیدا نہیں کی، مصنوعی صورتیں بدلی ہیں مگر روحوں پر جبر کا کوئی بھی دخل نہیں ہے۔ جبر دل کا حسن پیدا نہیں کر سکتا۔

حضور انور نے نصیحت فرمائی کہ آپ ایسی نسلیں پیدا کریں کہ جب آپ آنکھیں بند کریں تو یقین ہو کہ کبھی بھی وہ ان نیک رستوں سے نہیں ہٹیں گے جن پر انہیں زندگی بھر چلانے کے لئے آپ کوشش کرتے رہے۔ اس طرح نسلاً بعد نسلٍ ایک ایسی پاک تبدیلی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو لازماً اس ملک میں پاک تبدیلی پیدا کر دے گا۔

عصر حاضر کے لوگوں کی اخلاقی حالت سے متعلق

خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

(حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشانات اس قدر ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ آسمان کے ستارے گننا ممکن ہے لیکن حضور اکرم کی صداقت کے نشانات کو گننا ممکن نہیں تو اس میں ذرہ بھی مبالغہ نہیں ہوگا۔ آپؐ کی سچائی کے دلائل و براہین صرف آپؐ کی زندگی تک محدود نہیں تھے بلکہ قیامت تک آنے والے زمانے کا ہر لمحہ آپؐ کی صداقت پر گواہ ہے۔ جس کثرت کے ساتھ اور جس صفائی اور وضاحت کے ساتھ آپؐ کی پیش خبریاں پوری ہوئیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں اس کی کوئی نظیر کسی نبی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

ذیل میں ہم سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف "دعوۃ الامیر" سے وہ حصہ ہدیہ قارئین کر رہے ہیں جس میں آپؓ نے آخری زمانہ کے لوگوں کی اخلاقی حالت سے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو بڑی صراحت کے ساتھ پوری ہو کر بانی اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے حق میں ناقابل تردید شہادت کا رنگ رکھتی ہیں۔

یہ پیش خبریاں اپنے اندر مسلمانوں کے لئے تنبیہہ اور نصیحت و عبرت کا پیغام بھی رکھتی ہیں۔ اے کاش کہ امت مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انذار سے فائدہ اٹھا کر اصلاح احوال کی طرف قدم اٹھانے کی توفیق پائے۔ (مدیر)

"........میں وہ علامات بتاتا ہوں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ مسیح موعود کی اخلاقی حالت کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔

ایک علامت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس وقت فحش کثرت سے پھیل جائے گا بلکہ تفحش کثرت سے پھیل جائے گا۔ لوگ تفحش پر ناز کریں گے۔ چنانچہ ابن شیبہ کی روایت ہے کہ علامات قرب قیامت میں سے ایک ظہور فحش و تفحش بھی ہے (حج الکرامہ)۔ اور اسی طرح انس بن مالک سے مسلم میں روایت ہے کہ اشراطِ ساعت میں سے ایک ظہور زنا ہے اور ابو ہریرہؓ سے ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ اس وقت ولدالزنا کثرت سے ہو جائیں گے۔ (حج الکرامہ)۔

یہ سب قسمیں فحش کی ہم اس دنیا میں موجود پاتے ہیں۔ علاوہ بڑی بدکاری کے ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین تہذیب نے ایسا رنگ اختیار کر لیا ہے کہ اسلام نے جن امور کو فحش قرار دیا ہے وہ اس کی سوسائٹی کے نزدیک تہذیب کا جزو بن گئے ہیں۔ مثلاً غیرعورتوں کی کمروں میں ہاتھ ڈال کر ناچنا، عورتوں کے حسن و جمال کی تعریف کرنی، غیرعورتوں کو ساتھ لے کر سیروں کو جانا وغیرہ وغیرہ۔ اس زمانے سے پہلے ان باتوں کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ نہ عرب میں نہ کسی اور ملک میں۔ ہندوستان باوجود سب آثار شرک کے اس فحش سے پاک تھا۔ ایران باوجود عیش پسندی کی روایات کے اس فحش سے مبرا تھا۔ مسیحیت کا سہارا رومی قوم باوجود اخلاقاً مردہ ہونے کے اس قسم کی ہوا و ہوس کی غلامی سے محفوظ تھی۔ اگر آج جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تفصیلی نقشہ پہلے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا جاتا تو وہ کبھی تسلیم نہ کرتے کہ کسی قوم کی قوم میں باوجود دعوائے تہذیب یہ حرکات کی جاسکتی اور تہذیب و شائستگی کا جزو سمجھی جا سکتی ہیں۔

پہلے زمانے میں بھی ناچ اور تماشے ہوتے تھے، لیکن یہ کوئی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ شریف اور تمدن کی جڑ کہلانے والے خاندانوں کی بہو بیٹیاں اس فعل کو شغل بنائیں گی اور یہ بات موجب فخر ہوگی اور عورت کی قدر و منزلت کو بڑھا دے گی اور اس کی شرافت میں کچھ نقص پیدا نہ ہونے دے گی۔

علاوہ اس فحش کے جو عام ہے بڑا فحش یعنی زنا بھی اس وقت کثرت سے ہے کہ اب وہ اکثر بلاد میں جن میں مسیحیت کا اثر ہے بطور ایک نفسانی کمزوری کے نہیں سمجھا جاتا، بلکہ ایک طبعی فعل اور روزمرہ کا شغل خیال کیا جاتا ہے۔ بےشک کنچنیاں پہلے زمانوں میں بھی ہوتی تھیں مگر یہ کس کے ذہن میں آ سکتا تھا کہ کسی وقت حکومت عورتوں کو بڑی بڑی تنخواہیں دے کر فوجوں کے ساتھ رکھے گی تا فوجی سپاہیوں کی ضروریات پوری ہوں اور ان کو چھاؤنیوں سے باہر جانے کی تکلیف نہ ہو، کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ عورت اور مرد کے تعلقات ایسے وسیع ہو جائیں گے کہ عورت کا مرد کے گھر پڑ جانا ایک اخلاقی گناہ نہیں سمجھا جائے گا بلکہ انسانی حریت کا ایک جزو قرار دیا جائے گا اور نکاح کو اس کی ذہنی غلامی کی علامت سمجھا جائے گا جیسا کہ آج فرانس اور امریکہ کے لاکھوں آدمیوں کا خیال ہے۔ اور یہ بات کس کے ذہن میں آ سکتی تھی کہ کسی وقت نہایت سنجیدگی سے اس پر بحثیں ہوں گی کہ نکاح ایک دقیانوسی خیال ہے۔ ہر مرد اس عورت سے جسے وہ پسند کرے تعلق قائم کرکے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور عورت ایک قیمتی مشین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جس سے پورا کام لے کر ملک کو فائدہ پہنچانا چاہئے، جیسا کہ آج کل بعض سوشلسٹ حلقوں کا اور خصوصاً بولشویک حلقوں کا خیال ہے۔

جب فحش کی یہ حالت ہو تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ ولدالزنا کس کثرت سے ہوں گے کیونکہ جب تک ملک میں زنا ایک عیب سمجھا جائے لوگ ایسی اولاد پیچھے چھوڑنا پسند نہیں کرتے جسے ولدالزنا ہونے کا طعنہ دیا جائے۔ لیکن جس سوسائٹی میں زنا کے وجود سے ہی انکار کیا جائے اور نکاح کو مذہب کی بےجا دست اندازی تصور کیا جائے اس میں ایسی اولاد سے کیا شرم ہو سکتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ایسی سوسائٹی میں ایسی اولاد کے سوا دوسری اولاد مل ہی کہاں سکتی ہے۔ چنانچہ اوپر کے بیان کردہ خیالات کے لوگوں میں ایسی ہی اولادیں پیدا کی جاتی ہیں اور اسے کچھ عیب نہیں سمجھا جاتا۔

مگر ان کے علاوہ دوسرے لوگ جو نکاح کو کم سے کم ایک قدیم رسم کرکے چھوڑنا نہیں چاہتے ان میں بھی اولاد الزنا کی تائید میں اس وقت اس قسم کا جوش پایا جاتا ہے کہ بڑے بڑے فلاسفر ان کو ملک کے لئے ایک نعمت اور ذریعہ حفاظت قرار دے رہے ہیں اور ایسی اولاد کو والدین کا وارث بنانے کی تائید میں بڑے زور سے تحریک کر رہے ہیں اور بصورت دیگر حکومت کو انہیں اپنا بچہ تصور کرکے ان کی خاص غور و پرداخت کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ جب حالات یہ ہوں تو اولاد الزنا کی ان علاقوں میں جو کچھ کثرت ہو سکتی ہے اس کی مثال پہلے زمانوں میں ملنی تو کیا معنی، یہ بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ پہلے زمانوں کے لوگ اس قسم کی حالت کا تصور بھی کر سکتے تھے۔

ایک تغیر اس زمانے کی اخلاقی حالت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت شراب کا استعمال بہت بڑھ جائے گا۔ چنانچہ انسؓ بن مالک سے مسلم میں روایت ہے کہ اشراطِ ساعت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "یشرب الخمر" شراب بہت پی جاوے گی اور ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراط ساعت میں سے ایک یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اس وقت راستوں میں شراب پی جائے گی۔

شراب کی جو کثرت اس زمانے میں ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں۔ یورپ میں شراب جس قدر پی جاتی ہے اس قدر پانی نہیں پیا جاتا۔ پہلے زمانوں میں بھی لوگ شراب پیتے تھے مگر بطور عیش کے یا دوا کے لیکن آج کل دنیا کے ایک بڑے حصے میں شراب بطور غذا اور پانی کے پی جاتی ہے۔ خصوصاً یہ علامت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے کہ راستوں میں شراب پی جائے گی، یہ اس زمانے کو پہلے زمانوں سے ممتاز کر دیتی ہے۔ پہلے زمانوں میں چونکہ شراب سامان تعیش میں سے سمجھی جاتی تھی اور اس کے مہیا کرنے کے لئے وہ کوشش نہ کی جاتی تھی جو اب کی جاتی ہے، خاص خاص مقامات پر دوکانیں ہوتی تھیں جہاں سے لوگ شراب خرید لیتے تھے۔ مگر اب تو یہ حال ہے کہ شراب پانی کی جگہ استعمال ہوتی ہے اس لئے اس کا قریب قریب کے فاصلے پر سڑکوں پر مہیا کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ چنانچہ یورپ میں سڑکوں کے کنارے کنارے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر شراب کی دوکانیں کھلی ہوئی ہیں تا مسافروں کا حلق سوکھا نہ رہ جائے اور ریلوں کے ساتھ شراب کا انتظام کیا جاتا ہے اور خواہ کھانے کا انتظام ہو یا نہ ہو مگر انتظار کے کمروں میں شراب ضرور تیار رکھی جاتی ہے۔ لنڈن جیسے شہروں میں تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر شراب اور پانی کے گلاس ایک قیمت پر فروخت ہوتے ہیں مگر پانی پینے کی غرض سے نہیں بلکہ دیگر حاجات پوری کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ کثرت شراب کی حالت کا نقشہ اس قصے سے اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک مبلغ انگلستان کو پیش آیا۔ ان کا صاحب مکان ان کی نیک چلنی اور خوش معاملگی کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوا کہ اس نے ایک دن بڑی محبت سے کہا میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں جسے آپ خوب یاد رکھیں اس سے آپ کی صحت بہت اچھی رہے گی اور وہ یہ ہے کہ آپ اس ملک میں پانی بالکل نہ پئیں۔ میرے باپ نے ساری عمر میں ایک دفعہ پانی پیا تھا وہ اسی دن مر گیا اور میں نے اب تک کبھی پانی نہیں پیا۔ جب ہمارے مبلغ نے کہا کہ وہ تو شراب کا ایک قطرہ بھی نہیں پیتے، پانی ہی پیتے ہیں تو وہ نہایت حیران ہوا اور اس بات کا ماننا اسے بہت مشکل معلوم ہوا۔

ایک اخلاقی تغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ اس وقت جوئے کی کثرت ہوگی، چنانچہ حضرت علیؓ سے دیلمی میں مروی ہے کہ قیامت کے قرب کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس وقت لعب میسر (جوئے کا کھیل) زیادہ ہو جائے گا۔

یہ تغیر اس وقت جس حد تک رونما ہو رہا ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں، قمار بازی یورپ اور امریکہ کے لوگوں کا نہ صرف مشغلہ ہے بلکہ ان کے تمدن کا ایک جزو لاینفک ہو گیا ہے۔ ہر ایک زندگی کے شعبے میں جوئے کا کسی نہ کسی صورت میں دخل ہے۔ معمولی طریق جوئے کا تو مجالس طعام کے بعد کا ایک معمولی مشغلہ ہے ہی لیکن اس کے سوا بھی لاٹریوں کی وہ کثرت ہے کہ یوں کہنا چاہئے کہ تجارت کا بھی ایک چوتھائی حصہ جوئے کی نذر ہو رہا ہے۔ ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک سب لوگ جوا کھیلتے ہیں اور کبھی کبھی نہیں قریباً روزانہ اور جوئے کی کلبیں شاید سب کلبوں سے زیادہ امیر ہیں۔ اٹلی کی کلب مانٹی کارلو میں جو امراء کے جوئے کا مقام ہے، بعض اوقات ایک ایک دن میں کروڑوں روپیہ بعض ہاتھوں سے نکل کر جوئے کے ذریعہ سے بعض دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ غرض اس قدر کثرت جوئے کی ہے کہ یہ کہنا نا درست نہ ہوگا کہ تمدن جدید میں سے جوئے کو نکال کر اس قدر عظیم الشان خلا پیدا ہو جاتا ہے کہ اسے کسی اور چیز سے پر نہیں کیا جاسکتا۔ بلا خوف انکار و رد کہا جاسکتا ہے کہ پہلے زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی لے لیا جائے اس کی ایک سال کی قمار بازی اس زمانے کی ایک دن کی قمار بازی سے بھی ہزاروں حصہ کم رہے گی۔ لائف انشورنس، فائر انشورنس، تھفٹ انشورنس بیسیوں قسم کے بیمے ہی ہیں جن کے بغیر آج کل لوگوں کا کام نہیں چل سکتا اور جن کے نام سے بھی پہلے لوگ ناواقف تھے۔

ایک تغیر اخلاقی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا تھا کہ اس وقت نفس زکیہ مارا جائے گا (نعیم بن حماد عن عمار بن یاسر حج الکرامہ)۔ لوگ اس کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں مگر بات

درخواست دعا

مکرم سید منصور محمود بخاری صاحب (ابن میجر سید محمود احمد شاہ صاحب آف کراچی) لکھتے ہیں:

میرے مونہہ کے کینسر کا آپریشن آٹھ گھنٹے کا کیلیفورنیا امریکہ میں ہوا ہے۔ اب دوسرے مرحلے میں اکتوبر کے آخر میں ایڈیشن کا علاج چھ ہفتوں کا شروع ہوگا۔ احباب سے درخواست ہے کہ خاکسار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جلد اور مکمل صحت عطا فرمائے اور اس بیماری اور علاج کے ہر قسم کے بداثرات سے محفوظ رکھے۔

Attanayake & Co.
Solicitors
Consult us for your legal requirements such as:
Immigration & Nationality, Conveyancing &
Employment, Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Domestic
Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact:
ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road London SW18 5SW
Phone: 0181-333-0921 &
0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

صاف ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس وقت پاک نفس انسان کا تلاش کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اب اس امر کو دیکھ لیجئے۔ مسیح موعودؑ کے اثر کو الگ کر کے کل دنیا پر نظر ڈال جائیں نفس زکیہ کہیں نہ ملے گا۔ یا تو مسلمانوں میں ایک ایک وقت میں لاکھوں باخدا انسان ہوتے تھے یا اس ضرورت و مصیبت کے وقت ایک اہل اللہ کا ملنا ناممکن ہے۔ بےشک بڑے بڑے سجادہ نشین اور علماء اور مشائخ اور متصوف موجود ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں مرید ہیں لیکن نفس زکیہ کوئی نہیں۔ ان میں سے ایک کا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں۔ اپنی طرف سے ورد اور وظائف کرنے تو پاکیزگی کی علامت نہیں ہیں۔ پاکیزگی کی تو یہ علامت ہے کہ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی محبت کو جذب کر لیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی محبت کا اظہار کرے اور اپنی غیرت کو ان کے لئے جوش میں لائے اور ان کی نیتوں اور ارادوں کو پورا کرے اور اپنے کلام کے اسرار ان پر کھولے اور عرفان کا دریا ان کے سینے میں بہا دے اور وہ مصائب اسلام کے دور کرنے والے اور مسلمانوں کے سچے امراض دور کرنے والے ہوں مگر ایسا ایک شخص بھی ان لوگوں میں نہیں پایا جاتا جو مشائخ اور صوفیاء اور اقطاب اور ابدال اور علماء اور فضلاء کہلاتے ہیں۔ پس نفس زکیہ کو آج دنیا نے مار دیا ہے اور نفس امارہ کو زندہ کر دیا ہے اور وہی ان کا مطلوب بن رہا ہے۔

ایک علامت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کی یہ بتائی ہے کہ اس وقت امانت اٹھ جائے گی، چنانچہ دیلمی نے، حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک اضاعت امانت بھی ہے (حج الکرامہ)۔

امانت اٹھ جانے اور اس کی جگہ خیانت کے لے لینے کا جو نظارہ نظر آ رہا ہے اس کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں، ہر گاؤں اور ہر محلے اور ہر گھر کے لوگ اس تغیر کے تلخ اثر کو محسوس کر رہے ہیں۔

ایک تغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کی اخلاقی حالت میں یہ بیان فرمایا تھا کہ اس وقت لوگ ماں باپ سے تو حسن سلوک نہ کریں گے، لیکن دوستوں سے سلوک کریں گے۔ چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ اس وقت لڑکا اپنے باپ کی تو نافرمانی کرے گا اور اپنے دوست سے احسان کرے گا۔

یہ تغیر بھی اس شدت کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ ہر شریف آدمی کا دل اس کو دیکھ کر موم کی طرح پگھل جاتا ہے، مغربی تمدن کے دلدادہ اور تعلیم جدید سے روشنی حاصل کرنے والے لوگ اپنے بزرگوں کو پاگل سمجھتے اور ان کی صحبت سے احتراز کرتے ہیں اور اپنے ہمخیال نوجوانوں کی مجالس حیاسوز میں اپنے اوقات صرف کرنے کو راحت سمجھتے ہیں۔ دوستوں کی دعوتوں اور ان کی خاطر و مدارت وغیرہ پر خرچ کرنے کے لئے ان کے پاس روپیہ نکل آتا ہے، لیکن غریب ماں باپ کی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف انہیں کبھی توجہ نہیں ہوتی۔ ہندوستان میں ہزاروں مثالیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ ماں باپ نے بھوکے پیاسے رہ کر اور رات دن محنت کر کے بچوں کو پڑھایا، لیکن جب اولاد صاحب علم ہو کر برسرکار ہوئی تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے برابر بٹھانا بھی عار سمجھا اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ ایک اجنبی آدمی ان کو خادم ہی سمجھ سکتا ہے۔ اب تو اس قسم کی ہزاروں مثالیں ہیں لیکن پہلے زمانوں میں اس قسم کی ایک مثال بھی ملنی مشکل ہے۔"

(دعوۃ الامیر (مطبوعہ لندن) صفحہ ۷۵ تا ۸۱)

جناب زاہدالراشدی کا کھلا خط

اور ان کو جوابی دعوت

(ایچ۔ ایم۔ طارق)

جناب زاہدالراشدی صاحب نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے نام کھلے خط میں انہیں اور ان کی جماعت کو "اسلام" قبول کرنے کی دعوت پیش کی تھی۔ جس کے جواب کے لئے امام جماعت احمدیہ کے کئی خدام اور مرید میدان میں آ گئے۔ مگر حیرت ہے کہ یہ مدلل اور تحقیقی جواب پا کر بھی زاہدالراشدی صاحب کی تسلی نہیں ہوئی۔ اگر تو ان کے کھلے خط کا مقصد تحقیق حق تھا تو یہ مقصد حاصل ہو جانے پر انہیں اطمینان ہو جانا چاہئے تھا۔ مگر نہ جانے کیوں وہ پھر بھی بےچین ہیں۔ اور انہوں نے "البنوریہ" کراچی اور ہفت روزہ "مہارت" لاہور کے ذریعے جواب الجواب میں مکرر اپنا موقف دوہراتے ہوئے اپنی دعوت پر اصرار کیا ہے اور اپنی اس دعوت عام کے جواب کا تقاضا کرتے ہوئے کہا ہے کہ آخر مرزا صاحب خاموش کیوں ہیں۔ حالانکہ راشدی صاحب کی یہ دعوت صرف امام جماعت احمدیہ کو نہیں بلکہ تمام افراد جماعت کے نام تھی اور جب ایک کی بجائے کئی تحقیقی جواب سامنے آ گئے تو بات راشدی صاحب کی سمجھ میں آ جانی چاہئے تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ وہ جواب کی بجائے کچھ اور چاہتے ہیں۔ وہ غالباً سستی شہرت کے خواہاں ہیں، وہ اپنا قد اونچا کرنا چاہتے ہیں، وہ ڈیڑھ سو ممالک میں پھیلی ہوئی عالمگیر جماعت کے خلیفہ کے مقابل پر آنے کے "کارنامے" کی فوری قیمت وصول کرنا چاہتے ہیں، وہ نام نہاد "فاتح قادیان" اور "فاتح ربوہ" کے بعد گھر بیٹھے "فاتح لندن" بننا چاہتے ہیں۔ اس جھوٹی عزت اور شہرت کے لئے وہ ایسے بےقرار ہیں کہ بار بار امام جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہیں۔

گوجرانوالہ کے کسی محلہ کی مسجد کے پیش امام یا محض ایک رسالہ چھاپنے والے کی حیثیت سے انہیں یہ اندازہ ہی نہیں کہ مرزا طاہر احمد صاحب عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام ہونے اور کم و بیش ایک کروڑ افراد جماعت کی راہنمائی کے حوالے سے کس قدر معمور الاوقات ہیں۔ آپ کی علمی، دینی اور انتظامی مصروفیات کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے، مگر مصر ہیں کہ مرزا طاہر احمد صاحب خود جواب دیں۔ اگر واقعی آپ کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے یہ کچھ سننے کا شوق ہے تو "مسلم ٹی۔ وی۔ احمدیہ" کی چوبیں گھنٹے کی عالمی نشریات میں آپ کے خطبات و تقاریر و محافل سوال و جواب ملاحظہ فرما لیجئے۔ اور اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو اپنے گھسے پٹے سوالات کے لئے (جن کے پہلے بھی بار بار جوابات دیئے جا چکے ہیں) حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے خطبات بعنوان "زہق الباطل" کا مطالعہ کیجئے، انشاء اللہ تسلی پائیں گے ورنہ کم از کم افاقہ تو ضرور ہو گا۔ مگر یہ جب ہو کہ آپ واقعی تحقیق حق چاہتے ہوں۔

قارئین کرام! انصاف فرمایئے کہ راشدی صاحب اس مطالبہ میں کہاں تک حق بجانب ہیں کہ مرزا طاہر احمد صاحب کو خود اخلاقاً اس کھلے خط کا جواب دینا چاہئے تھا۔ ان کی خود فریبی کا تو یہ عالم ہے کہ یہ بھی احساس نہیں کہ الزامات اور بہتان تراشیوں سے بھرا خط کہاں کا دستور اور ضابطہ اخلاق ہے۔ اور ایک عالم دین ہو کر بھول گئے ہیں کہ قرآنی دستور اخلاق کے مطابق موعظہ حسنہ سے عاری اور اصول حکمت کے منافی ایسی لغو دعوت تو ویسے ہی اعراض کے لائق ہے اور ہمیشہ الٰہی جماعتوں کے منکرین یہی دعوت ان کو دیتے چلے آئے ہیں کہ ہماری امت میں لوٹ آؤ ورنہ حقوق شہریت سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ خدا کے ان عاجز مگر نڈر اور بہادر بندوں کا جو جواب تھا وہی آج ہمارا جواب ہے۔ کہ اگر ہم تمہاری ملت میں واپس لوٹ آئے تو ہم اللہ پر افترا کرنے والے ہونگے۔ بعد اس کے کہ خدا نے ہمیں تمہاری ملت سے نجات دی۔ (سورہ الاعراف ۸۹۔ ۹۰)

اور اخلاق صحابہؓ رسول کے مطابق ہمارا وہ جواب ہے جو شاعر دربار نبوی حضرت کعب بن مالکؓ نے زیر عتاب ہونے کی حالت میں ایک فرمانروا کے قاصد کو دیا تھا کہ اس کے اعزاز و اکرام کی دعوت پر مشتمل کھلا خط سربازار جلتے تنور میں نذر آتش کر دیا تھا کہ یہ ہے تمہاری دعوت کا جواب۔

آپ کو قادیانی فلسفہ اخلاق سے یہ شکوہ بھی ہے کہ امام جماعت احمدیہ کی بجائے ان کے خدام کیوں سینہ تان کر آگے آ جاتے ہیں؟ تو اے اسلام کے نام لیوا مولوی صاحب! سنئے! یہ وہی اسلامی ضابطہ اخلاق ہے جو آپ فراموش کر چکے ہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلاموں نے اسے آج پھر تازہ کر دکھایا ہے، کہ اپنے امام کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن ہماری لاشیں روند کر ہی ہمارے امام تک پہنچنے کی جسارت کر سکتا ہے۔

مگر اس جذباتی اور ایمانی کیفیت کے ساتھ یہاں ذرا آپ کی دعوت کا تحقیقی تجزیہ بھی ہو جائے کہ آپ ہمیں کس اسلام میں شامل ہونے کی دعوت کس برتے پر دے رہے ہیں؟ کیا اس بگڑی امت میں شامل ہونے کی دعوت جس کے بارے میں حالی نے کہا تھا کہ:

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے

یا اس دین میں شامل ہونے کی دعوت جس کے بارے میں وہ کہہ چکے ہیں ۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی

یا ان مسلمانوں میں شامل ہونے کی دعوت جو بقول اقبال:

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یا ان اہل اسلام میں شامل ہونے کی دعوت جس کے لیڈروں اور علماء کا قرآنی حکم حق گوئی اور قول سدید کے برخلاف یہ فتویٰ ہے کہ:

"احیاء حق کے واسطے کذب درست ہے، مگر تاامکان تعریض سے کام لیوے، اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی ۔ ۵۵۹)

اب آپ فرمایئے کیا آپکو اپنے واجب الاحترام بزرگوں کے اس فتویٰ سے انکار ہے؟ اور اگر نہیں تو جماعت احمدیہ کے بارے میں خامہ فرسائی کرتے وقت کہیں اسی فتویٰ پر تو آنجناب نے عمل نہیں فرمایا؟ اس کا جواب آپ مزید کیا دیں گے خود آپ کا مضمون ہی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ چنانچہ آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خان، خواجہ حسن نظامی اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی جیسی شخصیات کے اسلام کے لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی خدمات کو سراہنے کے بارے میں یہ سراسر خلاف حقیقت اور دروغ پر مبنی جواب دیا ہے کہ:

"یہ اس دور کی بات ہے جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا"۔

اب آپ ہی فرمایئے کہ کیا واقعی آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ یہ تمام لیڈر حضرت مرزا صاحب کی وفات (۱۹۰۸ء) کے لمبا عرصہ بعد زندہ رہے یا آپ جان بوجھ کر عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اگر مبلغ علم ہی اتنا تھا تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو مخاطب کرنے کی جرات سے پہلے کچھ تو سوچا ہوتا، کچھ خوف خدا تو کیا ہوتا۔ مگر آپ تو اتنے دھڑلے سے چیلنج کرتے ہیں کہ "نبوت کے دعویٰ کے بعد کسی بزرگ کی طرف سے مرزا صاحب کے بارے میں تائیدی بات ہو تو سامنے لایئے"۔ تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ تمام وہ شخصیات ہیں جو ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کی وفات کے لمبا عرصہ بعد تک زندہ رہیں اور آپ کی وفات کے بعد حضرت مرزا صاحب کی خدمات کو سراہا۔ چنانچہ:

(۱) مولوی ظفر علی خان صاحب نے اپنے اخبار زمیندار کی ۱۲ ستمبر ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا:

"ہندو اور عیسائی مذہبوں کا مقابلہ مرزا صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف سرمہ چشم آریہ اور چشمہ مسیحی وغیرہ آریہ ساجیوں اور مسیحیوں کے خلاف نہایت اچھی کتابیں لکھی ہیں"۔

(۲) مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اپنے اخبار "سچ" میں مرزا صاحب کو یوں خراج تحسین پیش کیا:

"مرزا صاحب تو بہرحال اپنے تئیں مسلمان اور خادم اسلام کہتے تھے اور مسیحیوں، آریوں، ملحدوں کے جواب میں اور تائید اسلام میں سینکڑوں، ہزاروں صفحے لکھ گئے ہیں"۔

(۳) خواجہ حسن نظامی نے اپنے اخبار "منادی" کی ۲۷ فروری اور ۴ مارچ ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں لکھا:

"مرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے۔...... آپ کی تصانیف ...... کے مطالعہ سے اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

(۴) مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر اخبار وکیل میں (جس کی ادارت سے آپ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آسمان سے جو پانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا وہ آج جماعت احمدیہ کی روحانی زندگی میں اپنی نشو و نما دکھا رہا ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۱۳ تبوک ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبدُ وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

(سورہ یونس: ۲۵)

یہ سورہ یونس کی پچیسویں آیت ہے جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ زندگی کی ناپائیداری سے متعلق قرآن کریم میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن کا انسانی زندگی کی ناپائیداری سے اور پھر اچانک خدا کے حضور جواب دہی کی حالت میں حاضر ہونے سے تعلق ہے۔ یہ وہ آیت ہے جس کا زندگی کے ہر شعبے سے تعلق ہے، زندگی کی ہر قسم سے تعلق ہے اور اس عالم میں جو کچھ بھی ہے اس کی بےثباتی کا ذکر ہے اور اچانک خدا کی تقدیر جب نازل ہوتی ہے تو پھر وہ لوگ جو صاحب فکر ہیں وہ جانتے ہیں کہ انکے لئے پھر کوئی چارہ نہیں رہے گا کچھ بھی، خدا کی تقدیر کے سامنے اس سے بچنے کی، اس سے بچ نکلنے کی کوئی راہ بھی نہ وہ سوچ سکتے ہیں، نہ ان میں طاقت ہے کہ وہ کچھ کر سکیں اور ساری کائنات یہی منظر پیش کر رہی ہے۔

چنانچہ فرمایا "انما مثل الحیوة الدنیا کمآء انزلنٰہ من السمآء فاختلط به نبات الارض" کہ انسانی زندگی کو اس کی ناپائیداری سکھانے کے لئے مادی دنیا میں جو زندگی کا آغاز ہے اس کی طرف متوجہ فرمایا ہے یعنی نباتات کی طرف۔ اور یہ جو آیت ہے یہ فصاحت و بلاغت کا ایک ایسا حسین مرقع ہے کہ جتنا اس پر غور کریں اتنا ہی طبیعت اس کی شان و شوکت کے سامنے سرنگوں ہوتی چلی جاتی ہے۔ دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا اور دنیا میں روحانی زندگی کی بناء بھی پانی ہی پر ہے اور جسمانی زندگی کی بناء بھی پانی ہی پر ہے۔ اسی لئے جب قرآن فرماتا ہے "والسمآء بنآء" کہ ہم نے آسمان کو "بنآء" بنایا تو بعض مفسرین مشکل میں پڑ جاتے ہیں کہ بناء تو نیچے ہوتی ہے۔ زمین کو بچھونا بنا دیا اور آسمان کو بنیاد بنا دیا۔ آسمان کیسے بنیاد بن گیا؟ تو اس کا ترجمہ پھر عمارت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک ایسی عمارت ہے جیسا کہ ستارے ایک خاص قسم کی شکل میں ڈھلے ہوئے ہیں اور بناء سے مراد آسمان پر بھی ایک عمارت کی بنا رکھی ہے۔

میں نے جو ترجمہ کیا اس میں "بناء" کو "بناء" ہی رکھا مگر بریکٹ میں "زندگی کی بناء" لفظ "زندگی" داخل کر دیا جس سے سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ پانی ہی پر زندگی کی "بناء" ہے جو آسمان سے اترتا ہے اور الہام پر زندگی کی بناء ہے جو آسمان سے اترتا ہے تو بناء سے مراد زندگی کی بناء ہے۔ زمین کو بچھونا بنا دیا یعنی ہموار کر دیا ورنہ جو پانی آسمان سے اترتا ہے یہ کبھی نہ ٹھہر سکتا۔ زمین میں ایسی صلاحیتیں پیدا کیں کہ اس کو اپنے اندر جذب کرے اور اس کو کچھ دیر رکھے اس کے نتیجے میں پھر نباتات کی نشو و نما ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں پہاڑوں پر بھی نشو و نما ہوتی ہے وہاں پتھر روک بنتے ہیں کچھ تب جا کر زندگی پھولتی پھلتی ہے مگر انسانی زندگی کے لئے تو تمدن کی ترقی مقصود تھی وہ پہاڑی زندگی سے وابستہ نہیں ہو سکتی لازم تھا کہ زمین کو بچھونا بنا کر زندگی کو نشو و نما کے لئے مزید مواقع مہیا کئے جائیں۔

پس حیاة الدنیا کی مثال پانی ہی سی ہے "انزلنٰہ من السمآء" جسے ہم نے آسمان سے اتارا "فاختلط به نبات الارض" اس کے ساتھ پھر زمین کی نباتات مل جل گئیں۔ "مما یاکل الناس" اب اس میں یہ نہیں فرمایا کہ نباتات محض پانی سے پیدا ہوئی ہیں۔ نباتات کی بنیاد پہلے رکھی جا چکی تھی، نباتات کا بیج موجود تھا اور اگر کہیں بیج نہ ہو تو پانی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جتنا چاہے پانی اترے اگر وہ "صلد" پر اترتا ہے چٹیل چٹان پر اترتا ہے اسے زندگی نہیں بخش سکتا اور یہی حال آسمانی پانی کا بھی ہے۔ اگر فطرت میں نیکی کا بیج ہوگا تو پھر آسمان کا پانی فائدہ دے گا، اگر نیکی کا بیج نہیں ہوگا تو وہ اسی طرح بنجر کا بنجر رہے گا پانی خواہ لاکھ اس پر اترے اسے کوئی زندگی نہیں بخش سکتا۔ پس زندگی کی گہری حقیقتیں اس آیت میں بیان ہوئی ہیں اور جتنا ان پر غور کریں اتنا ہی ان امور کو جو سب ایک آیت میں سمیٹے گئے ہیں قوانین قدرت کے مطابق ہی نہیں بلکہ قوانین قدرت کے گہرے راز بیان کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ "مما یاکل الناس والانعام" پھر اسی ابتدائی زندگی کی شکل سے بلند درجے کی زندگی استفادہ کرتی ہے اور تھوڑی ادنیٰ زندگی اس بالا شعور کو پیدا کر دیتی ہے جو انعام میں دکھائی دیتا ہے اور پھر ان سے بڑھ کر انسانوں میں اور آخری نتیجہ یہ ہے کہ انسان کی بناء آسمان پر ہے اس کی زندگی کی بناء اس آسمان پر ہے۔ جو پانی اترتا ہے وہ کئی مراحل سے گزرتے ہوئے اس کی نشو و نما کا سامان کرتا ہے پہلے نباتات اور پھر حیوانات۔ اگر نباتات نہ ہوں تو براہ راست پانی سے حیوانات زندگی نہیں پا سکتے۔ اور اگر نباتات ہوں اور حیوانات نہ ہو تو انسان اول تو بن ہی نہیں سکتا کیونکہ اسی کی اعلیٰ درجے کی ایک صورت ہے اور دوسرے حیوانات کو انسانی زندگی سے نکال دیں تو انسانی زندگی محض نباتات پر نہیں پل سکتی۔ ایک بیچ کا درجہ ہے جو نباتات کو پروٹینز میں بدلنے کے لئے اور اعلیٰ درجے کی زندگی کی غذائیں بنانے کے لئے حیوانات کی صورت میں بیچ میں داخل فرمایا گیا ہے۔

فرماتا ہے یہ ہے تمہاری زندگی کی حقیقت۔ پھر اس میں سے انسان بھی کھاتے ہیں اور انعام بھی کھاتے ہیں۔ اب نباتات میں سے پہلے انسانوں کے کھانے کا فرمایا ہے کیونکہ اصل مقصود انسان ہی ہے اور جو آسمانی پانی ہے اس کی غذا تو خالصتاً انسان ہی کے کام آتی ہے اس لئے اولیت انسان کو دی ہے حالانکہ حیوانات کو ایک پہلے نچلے درجے کے طور پر قرآن کریم پیش فرماتا ہے۔ مگر جہاں تک مقصود ہے جہاں تک اس کائنات کے نقشے کی آخری غرض و غایت ہے وہ چونکہ انسان کی پیدائش ہے اور اس کا اللہ سے تعلق قائم کرنا ہے اس لئے جہاں غرض کا بیان ہوا ہے وہاں انسان کو پہلے رکھ دیا۔ اس میں سے انسان بھی کھاتے ہیں اور حیوان بھی۔ "حتی اذآ اخذت الارض زخرفها وازینت" یہاں تک کہ جب زمین کی جو سبزی ہے وہ پر رونق ہو جاتی ہے اور زینت اختیار کر جائے اس میں خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ "وظن اهلها انهم قٰدرون علیها" اور زمین کے بسنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ اب وہ اس پر قدرت پا گئے ہیں وہ چیز ان کی ہو گئی ہے "اتٰها امرنا لیلاً او نهاراً" ہماری تقدیر نازل ہوتی ہے کبھی رات کے وقت، کبھی دن کے وقت یا رات کو یا دن کو "فجعلنٰها حصیداً کان لم تغن بالامس" اس طرح وہ کٹا ہوا جیسے فصل برباد ہو جائے اور کٹنے کے بعد خشک اور بھوسہ بن جائے اس کی مثال دی گئی ہے "فجعلنٰها حصیداً" ایسی کٹ کے برباد ہو جاتی ہے کہ جیسے کل بھی نہیں تھی۔ جو لمبی نشو و نما کا دور ہے اس کی طرف تو دھیان دور کی بات ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کل بھی یہ نہیں تھی کچھ بھی نہیں اس کا رہا باقی۔ "کذالک نفصل الایٰت لقوم یتفکرون" اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے جو غور کرنے کی عادت رکھتے ہیں اپنی آیات کھول کھول کر اور پھیر پھیر کر بیان فرماتے ہیں۔ "نفصل" میں تفصیل ہے اور دوسری جگہ قرآن کریم تصریف کا لفظ استعمال فرماتا ہے تو وہ تصریف براہ راست یہاں مذکور نہیں چونکہ اس مضمون کو تصریف کے حوالے سے بھی قرآن پیش فرما چکا ہے اور وہ بھی تفصیل کا ایک حصہ ہوتی ہے اس لئے میں نے معناً وہ ترجمہ کیا ہے ورنہ لفظاً وہ موجود نہیں ہے، لفظاً صرف اتنا ہے کہ اسی طرح ہم آیات کو خوب کھول کھول کر اور قابل فہم بنا بنا کر تمہیں دکھاتے ہیں۔

اس سارے مضمون کا آخری مقصد کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل فکر کے لئے اس میں کون سی نشانیاں ہیں۔ وہ کون ہیں جو فکر کرکے اس سے کچھ ایسی حقیقتیں پا جاتے ہیں جو ان کے لئے دین اور دنیا میں فائدہ مند ثابت ہوں۔ اس کے بہت سے پہلو ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؐ سے فیض پاتے ہوئے خوب کھول کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمایا۔ پس وہ آیات جو کھول کھول کر مضمون کو بیان کرتی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر کس و ناکس ان سے گزرتے ہوئے فوراً ان کے مطالب کی تہہ تک اتر جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جن کو خدا تعالیٰ نے عرفان کی طاقت بخشی ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جن پر ان آیات کا نزول ہوا اور وہ جنہوں نے آنحضورؐ سے فیض پایا ہو، صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم، ان کو یہ باتیں کھلی

کھلی دکھائی دیتی ہیں۔ اور اگر محقق آنکھ سے، غفلت کی نظر سے آپ دیکھیں گے تو ان کھلی کھلی باتوں میں بھی آپ کو کچھ دکھائی نہیں دے گا۔ ایک منظر کشی ہے بس اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہ کبھی فصلیں برباد ہو جایا کرتی ہیں۔

مگر قرآن کریم یہاں انسان کی زندگی کی بے اعتمادی، اس کی بےثباتی کا منظر پیش کرکے یہ فرماتا ہے کہ تمہارے اختیار میں آخر تک بھی دراصل کچھ نہیں ہے جب تک کہ تقدیر الٰہی تمہیں اجازت نہ دے۔ اور تقدیر الٰہی اور اس کے منشاء کے بغیر تم اس تمام نظام کائنات سے یا نظام ربوبیت سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پس آخری لمحے تک یہ خدا کا فضل ہے جو تمہارے لئے ربوبیت کے سامان کو مہیا فرماتا ہے اور تمہیں طاقت بخشتا ہے، توفیق دیتا ہے کہ اس ربوبیت کے سامان سے فائدہ اٹھا سکو۔ اس بےثباتی کا تعلق زندگی کے دونوں پہلوؤں سے ہے مادی پہلو سے بھی انسان بہت کچھ بناتا ہے سوچتا ہے کہ میں اس سے یہ کروں گا وہ کروں گا مگر یہاں "اتیٰ امراللہ" اس معنوں میں آتا ہے کہ جب وہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ بن گیا اور میرے قبضہ قدرت میں آگیا تو بعض دفعہ زندگی کے آخری لمحے اس کے لئے وہ حسرتیں لے کے آتے ہیں اس کا کچھ بھی نہیں ہوا ہوتا۔ آئے دن ایسی خبریں بھی ملتی ہیں کہ دنیا کی دولتوں کے پیچھے پڑنے والے بڑے بڑے دھوکے دے کر، بڑے بڑے مال کما بیٹھے، اپنی مال و دولت کی سلطنتیں بنا لیں، آج کے اخبار میں بھی ایسے بعض اشخاص کا ذکر موجود ہے لیکن جو کچھ بنایا مرنے سے پہلے وہ حسرتوں میں تبدیل ہو گیا، سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہا اور سزا اور پکڑ کے سوا ان کے لئے کچھ باقی نہ رہا۔ ایسے واقعات انگلستان میں بھی، امریکہ میں بھی آئے دن منظر عام پر ابھرتے رہتے ہیں۔ ہیں بہت زیادہ مگر ابھی دکھائی کم دے رہے ہیں لیکن ہوتا یہی ہے۔ تقریباً ہر انسان کی زندگی کا تجربہ اسے بتاتا ہے کہ جن چیزوں پر بناء کرکے وہ توقع رکھتا ہے کہ ایک میرا بہت ہی شاندار مستقبل ہوگا طمانیت سے لبریز، لذتوں سے بھرپور، وہ بسااوقات ایسے دکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے لئے طمانیت کا اور لذت کا موجب نہیں بنتا بلکہ سب کچھ بےکار چلا جاتا ہے۔

(دنیا کی) بےثباتی کا مضمون آپ کے اعمال کی نگرانی کے لئے ضروری ہے۔

یہ جو دنیا کی بےثباتی ہے اس کا مذہب سے بھی ایک تعلق ہے اور بہت گہرا تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایک دعا کیا کرتے تھے۔ آپؐ کی ایک زوجہ مطہرہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپؐ یہ دعا کیوں کرتے ہیں کہ اے خدا مجھے ہدایت پر ثبات بخشنا جو سچائی ہے اس پر ثبات بخشنا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جو تمام دنیا کے لئے ثبات کا نمونہ تھے، آپؐ کے عجز و انکساری کا یہ عالم ہے خدا سے دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا مجھے ثبات بخشنا کیونکہ اس راز کو جو ان آیات میں بیان ہوا ہے آپؐ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ جب سوال کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو دل خدا کی دو انگلیوں میں ہیں جب چاہے ان کو یوں پلٹ دے، جب چاہے انہیں یوں پلٹ دے کسی انسان کی کسی چیز کا بھی کوئی اختیار ایسا نہیں کہ وہ اس پر حقیقی ملکیت رکھتا ہو، حقیقی مالک صرف اللہ ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اس بلندی مرتبہ کے باوجود جہاں آپؐ کو آخرت کی سب سے بڑی بادشاہی عطا فرمائے گا، وعدہ فرما دیا گیا، تمام انبیاء پر آپؐ کو ایک فوقیت بخشی گئی جو سب انبیاء کے سردار کے طور پر آپؐ کو بعثت ثانیہ، دوسری دنیا میں یعنی اخروی زندگی میں آپؐ کو ایسے وعدے عطا فرمائے گئے جن کا ٹلنا ناممکن ہے لیکن اس کے باوجود اپنا وہ مقام آپؐ نے نہیں چھوڑا کہ سب کچھ، جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ جب اپنے فضل کو مجھ سے اٹھانا چاہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں روک سکتا اور جس دل کی یہ قدردانی ہو رہی ہے وہ دل بھی تو اسی نے بخشا اور اسی کی طاقت اور اسی کی غلامی میں ہے جب وہ دل بدل دے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ بہت بڑے بڑے نیک انسان بعض دفعہ زندگی کے آخری لمحوں میں پکے کافر اور مرتد اور ناشکرے ہو کے مرتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ زندگی ضائع کر دیتے ہیں گناہوں اور بدیوں میں لیکن ان کا انجام ایسے حال میں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کو یکدم پلٹتا ہے اور وہ دل کا پلٹنا ان کی کائنات میں ایک انقلاب برپا کر دیتا ہے، ایسا انقلاب برپا ہوتا ہے کہ ساری پرانی بدیوں کو وہ انقلاب کھا جاتا ہے، کالعدم کر دیتا ہے گویا ایک قیامت صغریٰ ہے جو ان کی ذات میں برپا ہوتی ہے۔ پہلے سب اعمال، پہلی ساری زندگی مر کر مٹ جاتی ہے اور ایک نیا وجود ابھرتا ہے۔ تو دنیا کی بےثباتی کا نقشہ جو اس آیت میں کھینچا گیا ہے وہ بہت ہی اہم ہے ہمارے لئے اپنے اعمال کی جانچ کی غرض سے اور یہ شعور پیدا کرنے کے لئے کہ اس چند روزہ زندگی کے لئے ہم کیوں خواہ مخواہ دنیا میں لوگوں پر ظلم کریں، کسی کے مال چھینیں، کسی کا مال غصب کریں، کسی پر تکبر کے رنگ میں اپنی دولت کی برتری اور اپنی امارت اور اپنی حکومت کی برتری جتائیں اور اسی فخر کی حالت میں مر جائیں اور ایسی حالت میں مریں کہ جب بھی مریں گویا کل کچھ بھی نہیں تھا۔

یہ جو آیت ہے گویا کل کچھ بھی نہیں تھا یہ ہر مرنے والے پر صادق آتی ہے۔ جو کچھ بھی وہ کرچکا ہو، جو کچھ بھی کما بیٹھا ہو، جب موت کی ساعت آتی ہے تو یہ جو قرآن کریم کا بیان ہے اس پر بعینہ صادق آتا ہے۔ اس کی سوچ اس وقت اسے بتاتی ہے کہ ہیں یہ تو یوں ہاتھ سے نکل گیا گویا کل تک، کل بھی کچھ نہیں تھا، کچھ بھی ہمارا نہیں تھا

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"

درد کا یہ مصرعہ میں پہلے بھی بارہا پڑھ چکا ہوں کیونکہ بہت عارفانہ بات ہے۔ مرتے وقت انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ خواب ہی تھی کچھ بھی نہیں تھی تو اس دنیا کے لئے اتنی جان مارنا کہ بنی نوع انسان پر ظلم کرنا بہانے بنا بنا کر، ملک گیری کی ہوس کو پورا کرنا، مظلوم قوموں کو دبانا اور طاقت کے نشے میں اپنے اردگرد اپنے ماحول کے حقوق کو بھی غصب کرتے چلے جانا، دولت کمائی ہے تو اتنی کماتے چلے جانا کہ ایک دنیا غریب ہو جائے آپ کی دولت کی وجہ سے اور آپ کو کوئی پرواہ نہ ہو اور آپ اس کو اکٹھے رکھتے چلے جائیں، ایک جگہ جمع کرتے چلے جائیں جو بنی نوع انسان کے فائدے میں کام نہ آئے یہ ساری انسانی زندگی کا خلاصہ ہے۔

آج کی دنیا میں جتنی تباہیاں ہیں وہ اسی وجہ سے ہیں حکومتوں کے رویے کو دیکھیں انسانوں کے رویے کو دیکھیں۔ قرآن کریم دولت کمانے کو منع نہیں فرماتا کیونکہ یہ سارا مضمون خاک سے زندگی پیدا کرنے کا اور اس کی نشو و نما کا مضمون ہے خدا کیسے کہہ سکتا ہے کہ تم کبھی بڑھنے کی تمنا سے ہاتھ دھو بیٹھو یا دل سے نکال بیٹھو اور جہاں ہو وہیں کھڑے ہو کر جامد ہو جاؤ۔ ہرگز اللہ تعالیٰ یہ تعلیم نہیں دیتا مگر یہ وہ مضمون ہے جو جاری اور ساری ہے۔ آسمان سے پانی اترتا ہے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیتا ہے نئی زندگی کی صورت میں ابھرتا ہے اور سب کچھ ہونے کے بعد پھر وہ دوبارہ آسمان پر چڑھتا ہے اور پھر اسی سفر کو از سر نو دوبارہ شروع کرتا ہے "و مما رزقنٰھم ینفقون" کا ایک ایسا خوبصورت نظارہ ہے کہ جس کے بغیر زندگی قائم رہ ہی نہیں سکتی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ جو مثال دی ہے پانی کی اس میں یہ بھی سبق دیدیا کہ اگر تم خدا کی راہ میں خرچ کرو گے اور اعلیٰ مقاصد کی خاطر اپنی طاقتوں کو استعمال کرو گے تو یاد رکھو کہ یہ کبھی ضائع نہیں جائیں گی بار بار دوبارہ تمہارے ہی کام آئیں گی۔ وہ پانی پھر آخر تم پر نازل کیا جائے گا جو تمہارے ہاتھ سے ایک دفعہ نکل جاتا ہے مگر دوسروں کو زندگی بخشتے ہوئے جائے گا۔ ایک لامتناہی سلسلہ ہے فیوض کا جو جاری کرنے کے بعد پھر وہ پانی پلٹا کرتا ہے اور اگر ایک جگہ جمع ہو جائے، ایک حوض میں بند ہو جائے تو سوائے تعفن کے وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا اور ایسا زہریلا ہو جاتا ہے پھر کہ اس میں زندگی بھی نہیں

باالعتماد ادارہ

جرمنی سے پاکستان کا سفر اپنی قومی ایرلائن PIA سے کیجئے
۷ دسمبر تک کے لئے کرایوں میں حیرت انگیز کمی کا اعلان

PIA فرنکفرٹ۔ کراچی۔ فرنکفرٹ	۹۵۰ مارک
PIA فرنکفرٹ۔ لاہور۔ اسلام آباد۔ فرنکفرٹ	۱۴۰۰ مارک
PIA فرنکفرٹ۔ لاہور۔ اسلام آباد براستہ کراچی معہ واپسی	۱۲۵۰ مارک

امارات ایرلائن: جرمنی کے کسی بھی شہر سے لاہور۔ اسلام آباد براستہ دوبئی و کراچی ۱۰۶۰ مارک۔ ریل اینڈ فلائی ٹکٹ۔

جرمنی کے تمام بڑے شہروں میں ایرلائن کے ٹکٹ کی فروخت کے لئے سب ایجنٹ بننے کے خواہشمند حضرات ہم سے رابطہ قائم کریں۔

REISEBURO
RÖDERMARK UND UNTERNEHMER GESELLSCHAFT
TEL: 06074/881256/881257
FAX : 06074/881258 (Irfan Khan)

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

پنپ سکتی۔ پس یہ کائنات کا نقشہ کہ آسمان سے پانی کا اترنا اور پھر بہتے چلے جانا، تمام فیوض بخش دینا اور پھر جو کچھ بھی اس نے کیا اس کے فائدے سے آخر وقت تک اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی استفادہ نہیں کر سکتا اس کو اگر انسان پیش نظر رکھے تو دنیا میں اس کے رہنے کے سلیقے بدل جائیں، اس کے آداب تبدیل ہو جائیں، اس کی سوچیں مختلف رستوں پر چلیں گی پھر۔ پھر وہ دنیا میں ایسے رہے گا کہ وہ بنی نوع انسان کے لئے فائدہ دے گا اور ہر حال میں ہمیشہ اٹھنے کی تیاری رکھے گا۔

جماعت کو ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہمارے بہت سے الجھے ہوئے اخلاقی معاملات اس شعور کی کمی کی وجہ سے ہیں کہ ہم دنیا میں گویا آکر ٹھہر جانے کے لئے ہیں۔

ایسا شخص جس کو یہ نہ پتہ ہو کہ میرا کوچ کا حکم کب آتا ہے اس کو ہمیشہ تیار رہنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ایک بات میں نے آپ کے سامنے پہلے بھی بیان کی تھی وہ لاعلم آدمی تھے مگر بہت ہی باطنی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے علم یافتہ تھے۔ بہت ذہین اور عالم اور منصف مزاج سکھ بادشاہ تھے۔ وہ ایک دفعہ پگڑی باندھ رہے تھے بہت بڑی پگڑی باندھتے تھے تو کسی حواری نے ان سے سوال کیا کہ آپ جو اتنا لمبا کام کر رہے ہیں غالباً وہ ان کے مسلمان مرید تھے۔ ان کی طرف سے سوال تھا کہ اتنی لمبی جو پگڑی باندھتے ہیں اگر اچانک پتہ چلے کہ فلاں جگہ یہ واقعہ ہوگیا تو کیا کریں گے آپ، پگڑی باندھتے باندھتے بڑا وقت لگتا ہے۔ تو اپنی تلوار سے جو ساتھ ہی تھی یوں پگڑی کاٹ کے کہا کہ میں یوں کروں گا کہ جہاں وقت آیا وہیں پگڑی ختم اور جو ضرورت کی آواز ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤں گا تو ہمہ وقت تیار رہنے کا جو مضمون ہے وہ اس مثال سے بھی نظر آتا ہے۔

کاروبار تو اب ہمیشہ انسانی زندگی سے آگے بڑھے ہوتے ہیں

"سامان سو برس کے ہیں کل کی خبر نہیں"

مگر وہ لوگ جو صاحب عرفان ہوں وہ ان سامانوں پر بھروسہ نہیں کرتے اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں کرتے ذہنی طور پر تیار رہتے ہیں کہ جہاں بھی وقت ختم ہوا پگڑی بھی وہیں ختم ہو جائے گی اور پھر آگے نہیں بڑھنے دیا جائے گا اس کو۔ ایسی تیاری کی حالت میں انسان زندگی بسر کرے تو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے اور جب بھی مرے وہ اپنے حساب کے لئے تیار رہتا ہے۔ جو لوگ غفلت کی حالت میں اس مضمون سے لاعلمی کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں ان کا حساب تیار ہی نہیں ہوتا کبھی۔ بعض لوگوں سے آپ پوچھیں وہ ہر وقت ذہنی طور پر تیار رہتے ہیں اپنے کاروبار میں وہ سمیٹے رکھتے ہیں کاموں کو اور جو کام آگے آنے والے ہیں ان کے متعلق وہ بعض دفعہ ہدایتیں چھوڑتے جاتے ہیں تاکہ کسی وقت بھی بلاوا آئے تو پچھلوں کو تکلیف کا سامنا نہ ہو، جو کچھ حساب ہے صاف ہے، سب کو پتہ ہو کہ کیا میں چاہتا تھا، کیا کرنا ہے۔ لیکن جو لوگ غافل ہیں نہ وہ اپنی دنیا کے کاروبار کو سنبھال سکتے ہیں کیونکہ جب بھی خدا کی طرف سے اچانک وقت آتا ہے تو ان کا کیا کرایا سب بھوسہ بن جاتا ہے اور نہ آخرت کے لئے تیار رہتے ہیں اور آخرت میں جب حاضری کا وقت آتا ہے تو بےسروسامان بغیر کسی تیاری کے اسی طرح حاضر ہو جاتے ہیں، تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ذہنی طور پر تیاری کا حکم دیا۔

ایک شخص نے قیامت کے متعلق عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا پوچھتے ہو، تیاری بھی کی ہے؟۔ اگر ہو بھی اور تیاری نہیں کی تو تمہیں اس سے کیا کب ہوگی۔ چھوٹی سی بات میں دیکھیں کتنی عظیم نصیحت فرما دی ہے۔ قیامت ہوگی ضرور۔ کب کا سوال جب ہو اگر تم تیار رہو کیوں کہ تمہاری قیامت آج بھی آ سکتی ہے، ہر لمحہ آ سکتی ہے۔ اور تیاری سے مراد یہ ہے کہ ہر لمحہ تیار رہو۔ اگر ہر لمحہ تیار ہو تو پھر پوچھو بےشک کہ کب ہوگی۔ وہ اب ہوگی یا کل ہوگی تم ہر حالت میں مطمئن رہو کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تم نجات یافتہ حالت میں دنیا سے رخصت ہوگے۔ لیکن اگر تیاری کوئی نہیں کی ہوئی تو پھر کیا فائدہ؟۔ پس جماعت کو ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہمارے بہت سے الجھے ہوئے اخلاقی معاملات اس شعور کی کمی کی وجہ سے ہیں کہ ہم دنیا میں گویا آکر ٹھہر جانے کے لئے آئے ہیں۔

تمام دنیا کی حکومتوں کی بدچلنیاں اور ظلم و ستم اس احساس اور شعور کی کمی کی وجہ سے ہیں مگر دنیا کی حکومتوں کو تو بعض دفعہ یا حکومت والوں کو بعض دفعہ بار بار کی ٹھوکروں سے کچھ تجربہ ہو جاتا ہے کئی ایسے وزیر ہیں جو بےچارے اترنے کے بعد جب گلیوں میں چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں تو ان کا بےحیثیت ہونا، ان کا بےاختیار ہونا نہ صرف دکھائی دیتا ہے بلکہ باتوں میں بتاتے بھی ہیں کہ جی کل تک تو ہمارا یہ حال تھا آج ہمارا یہ حال ہے۔ ایک صاحب ایک دفعہ مجھے اسٹیشن پر ملے تھے اچھے معزز عہدوں پر فائز، ان سے میری گفتگو ہوئی میرے وہ احمدی دوست نہیں باہر کے کوئی تھے وہ کہتے کیا حال پوچھتے ہیں آپ، پہلے بڑے بڑے سلام کیا کرتے تھے جھک کے اب ہمارا چپڑاسی بھی ملے تو نظر ادھر ادھر پھیر لیتا ہے کہ مجھے کوئی کام نہ بتادیں۔ دنیا کی بےثباتی کا کچھ ذاتی احساس بڑے لوگوں کو دنیا میں ہوتا رہتا ہے لیکن جو

خدا تعالیٰ کے حضور اعمال پیش کرنے کا مضمون ہے اس میں بسااوقات یہ احساس پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اس وقت شعور آتا ہے جب کہ وقت ہاتھ سے گزر چکا ہے اور پھر آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

پس بےثباتی کا مضمون آپ کے اعمال کی نگرانی کے لئے ضروری ہے لیکن اگر مرنے کے بعد جی اٹھنے کا مضمون ساتھ نہ ہو تو پھر بےثباتی بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی بلکہ بعض بےثباتی گناہ بڑھانے کا موجب بن جاتی ہے۔ اس صورت میں یہ مضمون پیدا ہوگا کہ "عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست"۔ کہ تم عیش کر جاؤ جو کرنا ہے کیونکہ دوبارہ پھر اس عالم میں نہیں آنا۔ تو ایک ہی مضمون ہے ایک حوالے کے ساتھ نیکی کی تعلیم دینے والا بن جاتا ہے ایک حوالے کے ساتھ بدی کی تعلیم دینے والا بن جاتا ہے۔ یہ دنیا میں جتنے بھی بدکردار لوگ یا حکومتیں ہیں ان کو یہ تو پتہ ہے کہ ہے بےثباتی مگر مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں ہے، مرنے کے بعد حساب دینے کا خیال نہیں ہے اس لئے "بابر بہ عیش کوش" کی آواز ان کے دل سے اٹھتی ہے۔ عیش کر جاؤ پھر دوبارہ نہیں آنا دنیا میں ایک ہی دفعہ جو کچھ ہونا ہے ہو جانا ہے جتنے دن ہیں مزے میں اڑا دو۔

لیکن اگر اس بےثباتی کو جی اٹھنے کے بعد حساب کتاب کے ساتھ باندھا جائے تو ناممکن ہے کہ انسان اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ہر لمحہ وہ متوجہ ہو جائے گا۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ کسی لمحہ میں میں جاسکتا ہوں تو پھر تو اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اپنے اعمال پہ نظر رکھنا ہوگا۔ وہ یہ دیکھتا رہے گا کہ میں اب بھی تیار ہوں کہ نہیں، اب تیار ہوں کہ نہیں۔ آج اگر اس وقت جان جائے تو کس حالت میں جان دوں گا۔ پس وہ جماعت جس نے سب دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے جس کے سپرد خدا نے یہ ذمہ داری فرما دی ہے۔ کچھ اس میں دیکھا ہے تو خدا نے یہ ذمہ داری سپرد فرمائی ہے ورنہ ہر کس و ناکس کو تو یہ توفیق نہیں ملی۔ بہت بڑی ذمہ داری ہے اور بہت ہی بڑا انعام ہے۔ آسمان سے جو پانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر اترا وہ آج جماعت احمدیہ کی روحانی زندگی میں اپنی نشو و نما دکھا رہا ہے اور سرسبزی دکھائی دے رہی ہے، طراوت دکھائی دے رہی ہے، ہر قسم کی زندگی کی شکلیں ابھر رہی ہیں لیکن اگر ہم اس بات کو بھلادیں کہ ہم اس کے جوابدہ ہیں اور مستغنی ہو جائیں، یہ سمجھیں کہ گویا ہمارا حق تھا ہم پر یہی ہونا تھا تو کسی وقت بھی جان ایسی حالت میں نکل سکتی ہے کہ ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہا ہو۔ اور انفرادی طور پر لازم نہیں کہ ایک نیک جماعت میں شامل ہو کر ہر فرد برابر فائدہ اٹھا سکے بلکہ ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ جن پر جتنا بڑا انعام ہو اتنا ہی بڑا وہ نقصان اٹھا جاتے ہیں۔

تو اجتماعی زندگی میں یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اپنے فضل سے بڑے مقاصد کے لئے چنا ہے یہ ایک بات ہے مگر یہ کہ ہر شخص محفوظ اور مامون ہے یہ بالکل اور بات ہے۔ ہرگز ہر شخص مامون و محفوظ نہیں ہے۔ اگر کسی کے دماغ میں یہ وہم و گمان کا کیڑا اپنی پیدائش میں ہی کروٹ بدل رہا ہو یعنی ابھی پیدا بھی نہ ہوا ہو اور پیدائش کی حالت میں اس کا بیج بن رہا ہو تو ہمیشہ یاد رکھے اس دعا کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے لئے کیا کرتے تھے کہ اے خدا مجھے نیکی پر ثبات عطا فرما، مجھے ہدایت پر قائم رکھنا۔ تو آپ کی اس نیکی کی کیا ضمانت ہے؟۔ آپ کی تو کوئی حیثیت نہیں۔ آپ کی تو نیکی

جرمنی کے شہر نیورن برگ میں قابل اعتماد ٹریول ایجنسی

مبشر ٹریولز

IHR REISEBURO
FREIHAUS-LIEFERUNG DER BILLIGE
FLUG TICKETS WELT WEIT

پی آئی اے کے کرایوں میں حیرت انگیز کمی

پی آئی اے کراچی کے لئے ۹۵۰ مارک براستہ کراچی، لاہور، اسلام آباد ۱۲۵۰ مارک
پی آئی اے نان سٹاپ لاہور ـ ۱۴۰۰ مارک

ٹرکش ائرلائن کراچی کے لئے ۱۰۵۰۔ برٹش ائرویز دہلی کے لئے ۹۹۹ مارک

پی آئی اے کے کرائے ۷ دسمبر ۱۹۹۶ء تک۔ ٹرکش ائرلائن کا کرایہ ۱۴ دسمبر تک کا ہے

دنیا بھر کے سستے کرایوں کے لئے شہزادہ قمرالدین مبشر آف مبشر ٹریولز سے رابطہ قائم کریں۔

FLUGE AB FRANKFURT NURNBERG MUNCHEN BERLIN HAMBURG
STUTTGART
ZZGL FLUGHAFEN STEUER U. SICHERHEITS GEB VON-8-50,D.M.
SHAHZADA Q. MUBASHER
MUBASHER TRAVELS
90491 Nurnberg Witzleben Str 14
Tel: 0911-5978843 Fax: 0911-5978843

میں ایسی بدیاں لگی رہتی ہیں جو گھن کی طرح آپ کی نیکیوں کو کھاتی چلی جاتی ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہی حال ہے، کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ تو اس کا بغیر دعا کے سہارے کے اور بغیر ہمیشہ اس بات پر مستعد رہنے کے کبھی نیک انجام نہیں ہو سکتا کہ وہ دیکھتا رہے کہ میرے اعمال اب کس رخ پر ہیں۔ کیا میرا رخ مسلسل ہدایت کی طرف آگے کی طرف ہے یا نہیں ہے اور دنیا سے میرا کتنا تعلق ہے۔

دنیا سے تعلق کے مضمون میں ہر چیز کا اپنا اپنا ایک امتحان ہے جو انسان کو درپیش رہتا ہے۔ کبھی عام طور پر انسان سوچتا بھی نہیں۔ بے ثباتی کا یہ مطلب نہیں کہ میں چلا جاؤں گا بے ثباتی کا تو یہ مطلب ہے کہ میرے تعلقات، میرے رشتے، میری کمائیاں مجھ سے چھٹ جائیں گی اور وہ بسااوقات اس طرح بھی چھٹتی ہیں کہ آپ رہتے ہیں اور وہ چلی جاتی ہیں۔ کبھی آپ دولتیں چھوڑ کے مرجاتے ہیں کبھی دولتیں آپ کی زندگی میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ کبھی آپ اپنے پیاروں سے اچانک جدا ہو جاتے ہیں اور کبھی آپ کے پیارے آنکھوں کے سامنے آئے دن آخرت کا سفر کرنا شروع کر دیتے ہیں اور آپ کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ بعض لوگ بڑے دردناک خط لکھتے ہیں کہ ہم پر تو ابتلاؤں کا ایک دور آگیا ہے کل فلاں فوت ہوا آج وہ فلاں فوت ہو گیا، اب فلاں کی بیماری کی خبر ملی ہے اور یہ سلسلہ جو ہے وہ ایک سال سے یا دو سال سے ہم پر ابتلاؤں کا جاری ہے۔ کبھی حادثات کا کوئی شکار ہو گیا تو مجھ سے پوچھتے ہیں ہم کیا کریں۔ ان کو میں یہی کہتا ہوں کہ "انا للّٰہ" جو ہے وہ صرف گنوانے کے مضمون میں نہ پڑھا کریں کہ ہاتھ سے چیز جاتی رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا "انہ للّٰہ" جو مرنے والا ہے وہ اللہ کا تھا اس لئے چلا گیا یہ سکھایا "انا للّٰہ" ہم اللہ کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کے جانے والے ہیں "و انا الیہ راجعون"۔

دیکھیں کل عالم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خدا نے کیسا بلند فرمایا ہے۔ زمین کے کنارے گونج اٹھے ہیں اس نام سے اور یہ ذکر بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔

تو ان کے لوٹنے کا غم کرنے کی بجائے اپنے لوٹنے کی فکر کیا کرو۔ یہ سوچا کرو کہ تم ایسی حالت میں تو نہیں لوٹو گے کہ خدا کے بنے بغیر چلے جاؤ واپس۔ جو مرنے والے تھے وہ تو اپنا حساب لے کر حاضر ہو گئے اگر ان کی خاطر تم واویلا کرکے خدا کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھو تو "انا للّٰہ" کیسے پڑھو گے اور اگر واویلا کرو گے تو وہ تو آ ہی نہیں سکتے، ناممکن ہے، خدا جا سکتا ہے۔ تو یہ دو ٹوک بات ہے اس کے سوا تمہارا چارہ ہی کوئی نہیں ہے۔ جو مرضی کرلو، سر پیٹتے رہو ساری عمر، چھاتیاں پیٹو مگر جانے والا واپس نہیں آئے گا تم ضرور جاؤ گے۔ ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ جانے والا تمہیں وہاں بھی نہ ملے کیونکہ تم خدا کو گنوا بیٹھے ہو تو اس کے سوا اور کوئی حل ہی نہیں ہے اس کا۔ اگر اس مضمون پر انسان غور کرے تو تکلیف تو ہوتی ہے مگر تکلیف پر اس کا ردعمل ایک مثبت ردعمل ہوگا وہ ضائع نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایسی تکلیف جس کو خدا کی خاطر وہ برداشت کرتا ہے اس کے لئے بھی جزائے خیر پر منتج ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے کئی گناہ جھاڑ دیتا ہے، کئی گناہوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے کئی ایک سے اعراض فرما دیتا ہے اور پھر اصلاح فرما دیتا ہے اس کی۔

یہ بہت سے فوائد ہیں جو کسی کھوئی ہوئی چیز کے وقت جو ردعمل انسان میں پیدا ہوتا ہے اس سے وابستہ ہوتے ہیں اور اگر صحیح ردعمل نہ ہو تو جو کچھ ہے وہ بھی گیا۔ جو کچھ تھا وہ تو جا چکا، جو کچھ ہے وہ بھی جاتا رہے گا اور رونے پیٹنے کے سوا زندگی اور کسی کام نہیں آئے گی اور مرنے کے بعد اور بھی زیادہ رونا پیٹنا ہے۔ بڑا ہی بےوقوف ہے جو دنیا کی بے ثباتی کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ دو چار اوپر تلے چلے گئے تو کیا دو چار دس ہزار سال میں نکل گئے تو کیا۔ یہ قطعی بات ہے کہ "انا للّٰہ و انا الیہ راجعون" ہم اللہ ہی کے ہیں اسی کی طرف ہم نے جانا ہے۔ آج نہیں گئے تو کل گئے اس لئے دوسروں کی فکر کی بجائے جب کوئی مرے اپنی فکر کیا کرو۔ یہ ہے بے ثباتی کا مضمون جو "انا للّٰہ" نے ہمیں سکھلا دیا اور لوگ ان کی فکر کرتے ہیں اپنی نہیں کرتے۔ خطرہ ہے کہ جب تم کسی کو جاتے دیکھو تو تم بھی ضائع نہ ہو جاؤ۔ یاد رکھنا تم اللہ کے ہو اللہ ہی کی طرف سے آئے تھے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے سب سے بڑی فکر تو اپنی کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جو نماز جنازہ کی دعا سکھائی وہ عجیب ہے "اللھم اغفر لحینا و میتنا" مرنے والے کو بعد میں رکھا ہے زندہ کو پہلے کر دیا۔ فرمایا مرنے والے کی اب تم کیا فکر کرو گے وہ تو چلا گیا ہاتھ سے۔ سب سے زیادہ ضرورت ہے زندوں کی بخشش کی دعا مانگو کہ وہ مرنے سے پہلے بخشے جا چکے ہوں۔ مرنے کے بعد دعائیں بھی کام آتی ہیں مگر وہ دعا جو زندگی میں کسی کو بخشوا دے اس سے بڑھ کر اور کوئی دعا نہیں ہو سکتی اور پھر غائب سے پہلے شاہد کو کر دیا "و شاھدنا و غائبنا" مرنے والے غائب ہو گئے ہیں لیکن جو موجود ہیں ان کی فکر کرو کہ اللہ ان کو صحیح حال پر قائم رکھے یہاں تک کہ جب وہ مر رہے ہوں تو ایمان پر جان دینے والے ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی دعائیں بھی قرآنی تعلیم کے رنگ ہی میں رنگی ہوئی ہیں۔ کہیں بھی آپ ان میں کوئی قرآن سے فرق نہیں دیکھیں گے۔ ان کے اندر قرآن ہی کا رنگ ہے جو مختلف صورتوں میں دکھائی دیتا ہے اور ایک ادنیٰ بھی کہیں آپ تضاد نہیں دیکھیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں میں اور قرآنی تعلیمات میں۔ بلکہ جوں جوں آپ غور کرتے چلے جائیں گے آپ حیران ہوتے چلے جائیں گے بلکہ حیرت کے سمندر میں غرق ہو جائیں گے کہ کتنی تفصیل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سوچیں قرآن کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں ایک ادنیٰ بھی کہیں اختلاف یا فرق دکھائی نہیں دے گا، ایک ہی کائنات ہے۔

پس اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر بھی غور کریں تو یہی مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ثباتِ دنیا کا مضمون بھی اسی طرح دکھائی دیتا ہے جیسا کہ قرآن پیش فرماتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر غور کرنے ہی سے حقیقت میں قرآن کا مضمون کھلتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ تفصیل سے بیان کر دیا ہے مگر ان کے لئے جو "یتفکرون" اس پر بھی تو غور کرو۔ مضمون تو کھلا کھلا ہے لیکن "لقوم یتفکرون" ایسی قوم کے لئے جو فکر کرتی ہے اور ایسی کھلی بات نہیں ہے کہ ہر جاہل عالم کو برابر یکساں اچانک سمجھ آ جائے گی۔ ایسی بات جو سب کو برابر سمجھ آئے وہ سطحی ہوا کرتی ہے اور قرآن کریم سطحی باتیں بیان نہیں کرتا۔ ایسی باتیں جو قرآنی حقائق ہیں جب وہ کھلی کھلی بھی ہوں تو ان میں گہرائی ہوتی ہے اس لئے اس کی سطح دکھائی دینے کی یہ مراد نہیں کہ آپ کو سب کچھ دکھائی دے گیا۔ مراد یہ ہے کہ سطح دیکھو گے تو پھر نیچے ڈوبو گے پھر اور نیچے، پھر اور نیچے تمہیں تہہ بہ تہہ حقائق کی تہیں دکھائی دیں گی اور ہر اس تہہ میں مزید تم حقائق اور ہدایات کے موتی پاؤ گے ان کے جواہر جڑے ہوئے ہوں گے۔ بے شمار مفادات ہیں جو قرآن کریم کی تہوں سے وابستہ ہیں جو اس کے بطن میں درجہ بدرجہ نیچے ڈوبنے سے دکھائی دیتی ہیں یا نظر آتی ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصائح کے ذریعے ہی ہم اس مضمون کو سمجھ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی مضمون پر مختلف رنگ میں روشنی ڈالی کہ بے ثباتی کے ساتھ، وہ دنیا جو بے ثبات ہے اس سے ایسا تعلق نہ جوڑ بیٹھو کہ تمہارے لئے دین و دنیا دونوں میں نقصان کا موجب ہو اور جب وقت آئے تو تم یہ دیکھو کہ تمہارا وجود کل بھی کسی فائدے کا نہیں تھا لمبی زندگی تم نے فائدے میں گزارنی ہو یہ تو اور مضمون ہے۔ جا ایسی حالت میں رہے ہو کہ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ ساری سرسبزی جو ہے وہ پاؤں تلے روندے جانے والے بھوسے میں تبدیل ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، میں آپ کے اقتباسات میں سے چند آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سب سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی ایک نصیحت جو حضرت ابن عمرؓ کو آپؐ نے کی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، "عنھما" عمر پر بھی اللہ کی رحمت ہو ان کے بیٹے پر بھی اللہ کی رحمت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا تو دنیا میں ایسا بن گویا تو پردیسی ہے یا راہ گزر مسافر ہے۔ پردیسی جو ہے وہ بے چارہ بے اختیار ہوتا ہے اس کا بھی کوئی اختیار نہیں۔ راہ گزر مسافر کی بھی یہی کیفیت ہے وہ اپنی ملکیت میں نہیں پھر رہا ہوتا۔ پردیسی سے مراد ہے اس کے وطن کے حقوق نہیں ہیں وہ کسی اور وطن میں ہے۔ مسافر سے مراد یہ ہے وہ چلتا پھرتا ہے لیکن کہیں بھی اس کا قیام نہیں ہے وہ کسی جگہ کو اپنا بنا کے وہاں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو دنیا کی بے ثباتی کا یہ نقشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کھینچا اور ایک چھوٹی عمر کے بچے کو کندھے سے پکڑ کے بتایا کہ ساری زندگی اسی طرح رہنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس تعلق میں فرماتے ہیں یعنی ایک یہ روایت ہے حضرت مسیح

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
ہمارے پتہ جات:
Rosen Str. 8
Ecke Sparda Bank
Am Thalia Theater
20095 Hamburg
Tel: 040-30399820
Hauptfiliale
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel:069/685843
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 081 553 3611

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق جو یوں درج ہے کہ ایک معزز خاندانی ہندو دیوان صاحب جو صرف حضرت کی ملاقات کے واسطے قادیان آئے تھے قبل نماز ظہر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ ان کو کچھ نصیحت کی جائے۔ حضرت نے فرمایا ہر ایک شخص کا ہمدردی کا رنگ جدا ہوتا ہے۔ (ہر ایک شخص کی ہمدردی کا رنگ جدا ہوتا ہے اور آگے جو رنگ ہے وہ بتا رہا ہے کہ یہ کون شخص ہے جس کی ہمدردی کا یہ رنگ ہے)۔ اگر آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں تو وہ آپ کے ساتھ یہی ہمدردی کر سکتا ہے کہ آپ کی کسی بیماری کا علاج کرے اور اگر آپ حاکم کے پاس جائیں تو اس کی ہمدردی یہ ہے کہ کسی ظالم کے ظلم سے بچائے۔ ایسا ہی ہر ایک کی ہمدردی کا رنگ جدا ہے۔ ہماری طرف سے ہمدردی یہ ہے کہ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ دنیا روزے چند ہے اگر یہ خیال دل میں پختہ ہو جائے تو تمام جھوٹی خوشیاں پامال ہو جاتی ہیں۔

"تمام جھوٹی خوشیاں پامال ہو جاتی ہیں" کیوں کہ جس کو یہ پتہ ہو کہ یہ جو میں نے سب کچھ حاصل کیا ہے کسی وقت مجھ سے جدا ہو سکتی ہے۔ یہ دولت یا وہ بچے یا عزیز جو مجھے پیارے ہیں کسی وقت یہ مجھ سے جدا ہو سکتے ہیں یا میں ان سے جدا ہو سکتا ہوں تو اس کو تو ہر وقت کا دھڑکا لگ جائے گا۔ اور جتنا زیادہ وہ اگلی دنیا کے خیال سے غافل ہوگا اتنا ہی یہ دھڑکا شدید اور ظالم دھڑکا ہو جائے گا۔ بعض لوگوں کو جب یہ وہم پیدا ہو جائے کہ ہمارے بچے نہ مرجائیں تو ان کی اپنی زندگی موت کا شکار ہو جاتی ہے۔ کئی عورتیں جن کی بیماریاں جو اپنے علاج کے لئے کئی دفعہ ملتی ہیں یا خط لکھتی ہیں ان میں ایک یہ بھی بیماری ان میں زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ وہ کہتی ہیں ہمیں یہ ڈر ہے کہ ہمارا خاوند واپس ہی نہ آئے شاید۔ ہمارا بچہ نہ مرجائے، اب سکول گیا ہے تو پتہ نہیں اس پہ کیا آفت ٹوٹ گئی ہے اور اس وہم میں جو حقیقت ابھی بنا نہیں، ہو سکتا ہے اس کی ساری زندگی کبھی بھی نہ بنے، اس میں وہ اپنی زندگی کی موجود حقیقتوں کو ذبح کر دیتی ہے اور نہایت وحشت کی حالت میں زندگی بسر کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ دیکھو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر یہ خیال دل میں پختہ ہو جائے تو تمام جھوٹی خوشیاں پامال ہوجاتی ہیں۔ اب آپ یہ دیکھیں "جھوٹی خوشیاں" کیسا فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت کا ایک ایک لفظ ایک ایسا قیمتی موتی ہے جسے وہاں سے اکھاڑا نہیں جا سکتا اس کی جگہ تبدیل نہیں کی جس سکتی۔ ایک عام آدمی کہتا ہے خوشیاں برباد کر دیتا ہے تو پھر اچھی نصیحت کر رہے ہو۔ جو خوشیاں ہیں وہ بھی گئیں ساری کی ساری۔ فرماتے ہیں جھوٹی خوشیاں پامال کر دیتا ہے یہ خیال۔ "اور غیر اس کے جھوٹ سارا" یہ مضمون ہے جو اس ایک لفظ میں بیان فرما دیا۔ فرماتے ہیں سچی خوشیاں بھی ہیں۔ یہ خیال سچی خوشیوں کو تقویت بخشتا ہے اور جھوٹی خوشیوں کو پاؤں تلے پامال کر دیتا ہے اور انسان خدا تعالیٰ کی طرف اپنا دل لگاتا ہے۔

یہ جو نصیحت تھی اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس معزز ہندو دیوان کو سمجھ آئی یا نہ آئی لیکن اس کے حالات دیکھتے ہوئے غالباً اس سے بہتر نصیحت اس کو کی نہیں جا سکتی تھی۔ ایک ہندو دیوان بہت ہی صاحب حیثیت انسان تھا کیونکہ ہندو دیوان بڑے معزز لوگ تھے دنیا کے لحاظ سے بھی اور مال و دولت کے لحاظ سے بھی، رعب اور مرتبے کے لحاظ سے بھی۔ تو فرمایا کہ یہ دنیا کی چند دن کی باتیں ہیں تم اپنے اثر رسوخ کو ظلم میں استعمال نہ کرنا۔ اپنی دولت کا بے جا استعمال نہ کرنا، اس کا بے محل استعمال نہ کرنا ورنہ تم جھوٹی خوشیوں میں رہو گے۔ تم سمجھتے رہو گے کہ تم بڑی چیز ہو لیکن جب وقت آئے گا تو کچھ بھی نہیں نکلو گے۔ پس یہ وہ نصیحت ہے جو صرف ایک دیوان کے نہیں سب دنیا کے دیوانوں کے اور فرزانوں کے کام برابر آتی ہے اس سے اعلیٰ نصیحت ہو نہیں سکتی کہ انسان دنیا کی ناپائیداری کا خیال کرے۔

فرماتے ہیں "ایسے منصوبے اور ناجائز کارروائیاں انسان اسی واسطے کرتا ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ زندگی کے ایام کتنے ہیں۔ جب انسان جان لیتا ہے کہ موت اس کے آگے کھڑی ہے تو پھر وہ گناہ کے کاموں سے رک جاتا ہے خدا رسیدہ لوگوں کو ہر روز اپنے اور اپنے دوستوں کے متعلق معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے۔ وہ گرد و پیش سے دیکھ کر اپنی فکر کرتے ہیں"۔ یہی بات ہے جو میں نے "انا للہ" کی تشریح میں آپ کے سامنے رکھی تھی کہ جب کوئی جایا کرے تو اپنی فکر کیا کرو اس سے بہت بڑھ کر تمہاری توجہ اپنی ضمیر کی طرف پھرنی چاہئے کہ ہم بھی تو اسی طرح نکل جائیں گے تو ہمارا کیا بنے گا اور جانا وہاں ہے جس کی سرکار میں جواب دہی ہے جس کے سوالوں سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔

فرماتے ہیں وہ رک جاتا ہے اور خدا رسیدہ لوگوں کو گرد و پیش کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے "اس واسطے وہ دنیا کی باتوں پہ خوش نہیں ہو سکتے نہ ان پر تسلی پکڑ سکتے ہیں۔" پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام طاعون کی مثال دیتے ہیں یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ طاعون عام تھا غالباً یہ پھر ۱۹۰۰ء کے بعد بیسویں صدی کے آغاز کی بات ہوگی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "یاد رکھو کہ زبان سے خدا کبھی راضی نہیں ہوتا اور بغیر ایک موت کے کوئی اس کے نزدیک نہیں ہوتا"۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے اس کے متعلق پہلے بھی میں نے متوجہ کیا ہے جماعت کو مگر اب پھر میں عرض کرتا ہوں کہ صوفی جو کہتے ہیں کہ مرجاؤ پہلے اس سے کہ تم مار دیئے جاؤ۔ یہ جس رنگ میں انسان سمجھتا ہے اس سے ڈر جاتا ہے اور خوف زدہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے میں کیسے مرجاؤں اور زندہ رہتے ہوئے بھی اپنے پر ایک موت قبول کرلوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بڑی حکمت اور پیار کے ساتھ سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں "یاد رکھو زبان سے خدا کبھی راضی نہیں ہوتا اور بغیر ایک موت کے کوئی اس کے نزدیک زندہ نہیں ہوتا۔ جس قدر اہل اللہ ہوتے ہیں سب ایک موت قبول کرتے ہیں اور جب خدا ان کو قبول کرتا ہے تو زمین پر بھی ان کی قبولیت ہوتی ہے۔" یہ کہہ کر وہ لوگ جو اپنے رشتوں، اپنے اثر رسوخ کے تعلقات کو توڑنے سے گھبراتے ہیں ان کو تسلی بھی دیدی کہ جس موت کی ہم بات کرتے ہیں وہ ایسی خوفناک چیز نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو کہ انسان سب دنیا سے کٹ جائے سب دنیا کے تعلقات توڑ دے۔ اللہ تعالیٰ موت کو قبول کرتے ہی وہ نئی زندگی ضرور بخشتا ہے جو مادی موت سے بھی متعلق ہے اور مرنے کے بعد اسے مردہ نہیں رہنے دیتا۔

جس خدا کا یہ قانون ہے کہ ہر مردے کو جی اٹھائے گا دوبارہ اٹھا لے گا وہ اس دنیا میں بھی تم سے یہی سلوک کرے گا اس لئے موت سے ڈرتے کیوں ہو۔ مر دیکھو پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ تمہارے مراتب، تمہارے دوستیوں کے تعلقات، تمہارے اردگرد ماحول پر جو تمہیں شان و شوکت نصیب ہوئی تھی اس پر بھی موت آ جائے گی۔ وہ ایسی حقیر اور بے معنی چیزیں دکھائی دیں گی کہ جو چیزیں خدا تمہیں دے گا ان کے مقابل پر ان کی کوئی حیثیت دکھائی نہیں دے گی۔ کیونکہ فرماتے ہیں "جب خدا ان کو قبول کرتا ہے تو زمین پر بھی ان کی قبولیت ہوتی ہے۔ پہلے خدا تعالیٰ خاص فرشتوں کو اطلاع دیتا ہے کہ فلاں بندے سے میں محبت کرتا ہوں اور وہ سب اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی محبت زمین کے پاک دلوں میں ڈالی جاتی ہے اور وہ اسے قبول کرتے ہیں جب تک ان لوگوں میں سے کوئی نہیں بنتا تب تک وہ پیتل اور تانبا ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی قدر کی جائے۔"

پس موت کا جو تصور ہے وہ بڑا بھیانک ہے مگر اس تصور کے بھیانک پن میں کمی تب آتی ہے اگر جی اٹھنے کا مضمون ساتھ باندھا جائے۔ اور جی اٹھنے کا جو مضمون ہے وہ مرنے کے بعد ہی انسان مشاہدہ نہیں کرتا اس دنیا میں دیکھ سکتا ہے۔ اس لئے جب میں آپ کو جی اٹھنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں یعنی دوبارہ زندہ ہو جانے کی طرف، مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی زندگی عطا کرنے کی بات کرتا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آپ نے اس کا ایک قطعی ثبوت ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ فرمایا جتنے خدا کے بنے ہیں ان کو دیکھو وہ خدا کے لئے مر گئے تھے اور کوئی بھی ایسا نہیں رہا جسے مردہ حالت میں خدا نے چھوڑ دیا ہو اسی دنیا میں ان کو ایسی عزت، ایسی نئی زندگی کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ جو اس نئے دور کے ساتھ اپنے پرانے دور کا موازنہ کرکے دیکھیں تو ان کو اپنی جو خود قبول کی ہوئی موت ہے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک حقیر قربانی دکھائی دے گی۔ وہ اس لئے کہ جو پہلے کی زندگی تھی اس کی نعمتیں جو انہوں نے چھوڑی تھیں ان نعمتوں کے مقابل کچھ بھی نہیں جو خدا نے ان کو عطا کر دی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تجربے سے یہی مضمون بیان فرماتے ہیں کہ

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

وہ کیا خاک تھی، وہ قطرہ کیا تھا؟ وہ وہ قربانیاں تھیں وہ پہلے کی زندگی تھی جسے آپ نے خدا کی خاطر مٹی میں ملا دیا۔ اسے خود اپنے ہاتھوں سے خدا کی راہ میں قربان کرتے ہوئے گویا دنیا کے زندگی کے ذرائع سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ دنیا کی زندگی کے ذرائع میں دو ہی چیزیں ہیں پانی اور مٹی۔ فرمایا کہ جو کچھ میں نے خدا کی راہ میں قربان کیا وہ پانی کا ایک قطرہ اور تھوڑی سی مٹی تھی اس کے سوا کوئی حیثیت نہیں تھی مگر

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اب دیکھیں کل عالم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خدا نے کیسا بلند فرمایا ہے۔ زمین کے کنارے گونج اٹھے ہیں اس نام سے اور یہ ذکر بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ وہ خاک کی مٹھی جو آپ کہتے ہیں میں تھا اس نے تو کل عالم بننا ہی بننا ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ وہ قطرہ جو آپ تھے جب اسے خدا کی راہ میں قربان کیا تو وہ ساری دنیا کے لئے زندگی بخش پانی بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ پس یہ حقائق ہیں جو آپ کے سامنے رکھے جا رہے ہیں کوئی فرضی قصے نہیں ہیں جن کی بناء پر آپ کو اصلاح احوال کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے کی اور ان پر عمل پیرا ہونے کی اور ان سے استفادے کی ہمیں توفیق بخشے۔

REQUIRED REPRESENTATIVES FOR
CANADIAN IMMIGRATION
We are an esteemed Canadian Immigration law firm seeking to Collaborate with reputed business partners for the Processing of Canadian Permanent residence application in the following countries
KUWAIT, OMAN, QATAR, SAUDI ARABIA, SINGAPORE, HONG KONG, BANGKOK.
Please address written replies to
HABIB & CO. (Barristers & Solicitors)
72 Nazimuddin Road, F-8/4, Islamabad, Pakistan.

MTV AHMADIYYA
SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ملت اسلامیہ کی کشتی

کفر وارتداد کے خوفناک طوفانوں میں

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار (حضرت مسیح موعودؑ)

(دوست محمد شاہد)

آج سے ایک سو پانچ سال قبل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ مسیحیت کی اپنی کتاب "فتح اسلام" میں خبر دی کہ:

"چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس لئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے۔ وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے ... سو تم اس نشان کے منتظر رہو"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صـ ۱۲ حاشیہ)

نیز پوری دنیائے اسلام کو زبردست انتباہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صـ ۳۴)

مزید لکھا ہے:

"روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ ...... تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں ...... ۔ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے"۔

(ایضاً صفحہ ۴۲ تا ۴۴)

خدا کے موعود مسیح کے قلم مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ جس شان و شوکت سے پورا ہو رہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اور یہ کھلی حقیقت ہے کہ جہاں سلسلہ احمدیہ ایک مضبوط قلعہ محمدی بن چکا ہے جس سے ٹکرا کر کفر و باطل کے لشکر ہر جگہ پاش پاش ہو رہے ہیں اور ایشیا، یورپ اور امریکہ میں ہر سال لاکھوں انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو رہے ہیں۔ وہاں دنیا بھر کے مسلمان عیسائیت، ہندوازم اور دیگر ملحدانہ تحریکوں میں بری طرح پھنس چکے ہیں اور یہ صورت ان ممالک میں انتہائی تشویش ناک صورت اختیار کر چکی ہے جہاں ملاؤں نے سلسلہ احمدیہ کو خاص طور پر اپنے شرمناک تکفیری حربوں کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ اور سرکاری حلقوں کو بھی ان کی پشت پناہی حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کیا خوب فرماتے ہیں ؂

ملت احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزان دیار
ہم تو ہردم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار

خدائی نصرت کے اس عالمی نشان کے متابل خدائے ذوالجلال کی قہری تجلیات کا مشاہدہ آج ہر دیدہ بینا بآسانی کر سکتی ہے۔ بطور نمونہ اعترافات ملاحظہ ہوں:

(۱) ایک سنی عالم مولوی خالد محمود قادری "اسلام کے قلعے میں عیسائیت کا فروغ" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

"عیسائی مشنری ادارے مصر، ترکی اور بنگلہ دیش کے بعد اب پاکستان میں بھی پوری حکمت اور پلاننگ کے ساتھ عیسائیت کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں۔

یہ امر باعث حیرت ہے کہ اس وقت پاکستان میں عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے لئے ملک میں سرمایہ کاری کی آڑ میں عیسائی مبلغوں پر مشتمل غیر ملکیوں کی بڑی تعداد نے پشاور اسلام آباد اور لاہور میں غیر قانونی ریڈیو اسٹیشن بھی قائم کر دئے ہیں۔ راولپنڈی سے مری روڈ پر ایک عیسائی سکول سے ملحقہ عمارت میں عارضی ریڈیو اسٹیشن قائم ہے جو دن رات عیسائیت کے فروغ کے لئے زہر اگلتا رہتا ہے ......

عیسائیت کے فروغ اور مسلمانوں کو عیسائیت کے دامن میں دھکیلنے کے لئے ترغیب کا یہ خوفناک انداز اور تبلیغی ہتھکنڈے ہمیں کون سی راہ پر لے جا رہے ہیں۔ پھر یہ کہ عیسائی اپنی مساعی میں اتنے دلیر، بےباک اور نڈر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے باقاعدہ ریڈیو اسٹیشن قائم کر کے اعلان جنگ کر دیا ہے۔ جب کہ خفتگان خاک کی حالت یہ ہے کہ سوئے پڑے ہیں اور اپنے سود و زیاں سے بے خبر بے منزل کے راہی ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ جو قومیں اپنی نظریاتی سرحدوں کا حفاظت نہ کر سکیں وہ دنیا کے نقشے سے مٹ جایا کرتی ہیں۔ ہم نے اگر زندہ رہنا ہے تو ہمیں زندہ رہنے کا جواز تلاش کرنا ہوگا۔

اس وقت بنگلہ دیش میں حال یہ ہے کہ وہاں لاکھوں مسلم عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ ذرا سوچئے تعلیمی اداروں اور سرمایہ کاری کی آڑ میں ہماری زمین پر اترنے والا سفید چمڑی والا ڈریکولا کہیں نو آبادیاتی دور کو واپس لانے کے خواب لے کر تو ہماری سرزمین پر نہیں اتر رہا۔ یو این او اور امریکہ کی سرپرستی میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم مطالبہ کریں گے کہ کیا یو این او اور امریکہ اسلامی برادری کو بھی اجازت دے گا کہ ہم یورپی ممالک میں اپنے ذرائع ابلاغ کی مدد سے اسلام کی حقانیت اور صداقت کا پرچار کریں تاکہ مغرب میں مادیت کی آگ میں جھلسے ہوئے کروڑوں انسان اسلام کے دامن عافیت میں پناہ لے کر دائمی سکون حاصل کر سکیں۔

لیکن یقیناً وہ اس بات کی اجازت نہیں دے گا تو پھر حیرت و استعجاب کے عالم میں سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ اسلامی ممالک میں یہ سب کچھ کیوں اور کس کی اجازت سے ہو رہا ہے؟

کیا عیسائیت اتنی پاور فل ہے کہ ہمارے حکمران ان کو ایسا کرنے سے روک نہیں سکتے؟ کیا ہمارے حاکموں کی مرضی و منشاء سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے؟

اگر یہ نہیں تو پھر حکومت کو چاہئے کہ وہ ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرنے والے کسی بھی ادارے پر آہنی ہاتھ ڈالے اور عیسائیت کی اس انداز میں تبلیغ کرنے والوں کو سزائے موت دی جائے۔ اگر اس اٹھنے والے فتنہ کا بروقت سدباب نہ کیا گیا تو مستقبل قریب میں یہ فتنہ حکومت کے گلے میں پڑ جائے گا۔ ....

حیرت ہے کہ ہر جانب مذہبی حلقوں میں خاموشی ہی خاموشی ہے۔ کچھ تو کہو یارو! ہماری یہ خاموشی ہمارے منہ پر خاموش طمانچے سے کم نہیں کیونکہ ہمارے آباؤاجداد اور اسلاف کی روایت کے خلاف ہے۔ ان کا کردار تو یہ تھا کہ ؂

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

آج یورپ کے کلیساؤں سے اٹھنے والا طوفان ہم سے صلیبی جنگوں کا انتقام لے رہا ہے۔ ساری امت سازشیوں میں گھری ہوئی موت کے دریا عبور کر رہی ہے۔ ہر جانب لاشوں کے انبار لگے ہیں خون کی ندیاں رواں ہیں۔ چیخ و پکار ہے، مظلومیت و بےچارگی، خوف و ہراس ہے بربریت و دہشت ہے۔ لٹتی ہوئی عصمتیں اور اجڑتی و نیلام ہوتی عزتیں ہیں، دشمن کے دخانی طیارے ہمارے شہروں پر بارود برسا رہے ہیں، ہماری بندرگاہوں پر منڈلا رہے ہیں۔

آج صفحہ دہر پر حق و باطل کے درمیان ایک نئی صورت میں معرکہ بپا ہے۔ شاید پھر کوئی نورالدین زنگی صلاح الدین ایوبی نمودار ہو کر سرگرمی پیدا کر دے۔ اے فرزندان اسلام! اٹھو عیسائیت کی یلغار کو روک دو۔

اے اللہ کے شیرو اور محمد کے غلامو! کائنات تمہارے قدموں کی چاپ سننے کو ترس گئی ہے۔ آگے بڑھو اور روح زمین پر ابھرنے والے فتنوں کا قلع قمع کر دو۔ اگر آج تم نہ اٹھے تو پھر ؂

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی دنیا کی داستانوں میں

مجھے کہنا تو نہیں چاہئے لیکن میں کہوں گا کہ ہم اجتماعی طور پر بڑے جذباتی اور حادثاتی واقع ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم بیدار بھی ہوں تو جلد ہی بیزار ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستانی سماج بری طرح منافقت کا شکار ہے"۔

(ماہنامہ "عرفات" لاہور، دسمبر ۱۹۹۵ء صفحہ ۳۰ تا ۳۳۔ مدیر اعلیٰ مفتی محمد حسین نعیمی)

(۲) جماعت اسلامی کے ترجمان "ایشیا" لاہور نے اپنی ۱۵ دسمبر ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں "علی گڑھ سے راجستھان تک بھارتی مسلمانوں میں ارتداد کی لہر" کے موضوع پر ایک مفصل مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں آریہ سماج کی حالیہ شدھی تحریک کی چیرہ دستیوں کی عبرت ناک تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"ارتداد سے متاثر علاقہ علی گڑھ کی تحصیل بالترس سے شروع ہو کر آگرہ، اپٹہ، متھرہ اور منیرہ سے ملے ہوئے صوبہ راجستھان کے بھرت پور اور دوسرے ایک آدھ ضلعوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ سارے اضلاع ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور ایک سو سے زائد گاؤں کی آبادی ارتداد کی زد میں ہے۔ اس علاقہ میں راجپوت قوم آباد ہے جس کی اکثریت کئی سو سال پہلے مسلمان ہو گئی تھی لیکن کئی صدیاں گزر جانے کے باوجود نہ ہی ان کی دینی تربیت ہوئی نہ ان کی تعلیمی و معاشی بہبود کی کسی نے فکر کی۔ چنانچہ ان کا رہن سہن و معاشرت اپنے ہم قوم غیر مسلم راجپوتوں کے مانند رہا۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد متعصب ہندو تنظیموں کو موقع ملا اور انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ تم پہلے ہندو تھے، مسلمان بادشاہوں نے زبردستی تمہارے آباء اجداد کو مسلمان بنا لیا تھا۔ اب تم آزاد ہو، مسلمان رہنے میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں۔ نہ تم کو نوکریاں ملیں گی، نہ تمہاری کوئی مدد ہوگی اور نہ جان و مال کی حفاظت، تمہارے بیوی بچے یا تو مزدوری کریں گے یا اسی طرح کے دوسرے کام۔ مسلمانوں میں جو اچھے اور مضبوط لوگ تھے وہ سب پاکستان چلے گئے۔ لہذا آزادی کے بعد تقریباً سو گاؤں پر مشتمل آبادی کی اکثریت دیکھتے ہی دیکھتے مرتد ہو گئی۔ ارتداد کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور نئے گاؤں اس کی لپیٹ میں آتے جا رہے ہیں۔ بعض اضلاع کی ساری آبادی مرتد ہو چکی ہے۔ اور ان میں اب ایک بھی مسلمان باقی نہیں بچا۔ جو گاؤں مکمل طور پر مرتد ہو جاتا ہے اس میں موجود مسجد توڑ دی جاتی ہے یا پھر اس کو جانور باندھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے"۔

پھر لکھا ہے: "یہ بات عجیب ہے کہ اتنے بڑے پیمانہ پر ارتداد کی اس تحریک کا ہندوستانی مسلم ذمہ دار اب تک کوئی قابل ذکر نوٹس نہیں لے سکا اور اس ارتداد کو روکنے کے لئے کوئی مؤثر کوشش نہیں کی گئی"۔ (صفحہ ۱۴، ۱۵)

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت یہ اس کی بلا جانے

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

هومیو پیتھی کلاس نمبر (۹۵)

نیٹرم میور (Natrum Muriaticum) کے وسیع استعمالات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھک کلاس میں نیٹرم میور کے وسیع استعمالات کا تذکرہ جاری رکھا اور فرمایا۔

نیٹرم میور کی ایک علامت سلفر اور سیپیا میں بھی پائی جاتی ہے۔ اگر نیٹرم میور کے مریضوں کی بیماریاں بہت الجھ گئی ہوں اور غلط علاج کے نتیجہ میں بہت لمبی ہو گئی ہوں تو ایسے مریضوں کی بہت سی بیماریوں کی علامتوں کو ختم کرنے کے لئے سلفر ۲۰۰ بہت اچھا کام کرتی ہے۔ اور چونکہ بہت گہرا اثر رکھنے والی دوا ہے اس لئے بعض بیماریوں کو شفا بھی دیتی ہے۔ نیٹرم میور خصوصاً بگڑے ہوئے بخاروں میں مرض کی علامتوں کو خوب کھول کر اور نتھار کر سامنے لے آتی ہے۔ بخار بگڑ کر کئی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں مثلاً ملیریا اگر بگڑ جائے تو علامات میں بہت پیچیدگیاں پیدا کر دیتا ہے اور کہیں درد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور کہیں کوئی اور روپ دھار لیتا ہے۔ ایک انگریز ڈاکٹر نے ملیریا کے بارے میں کہا ہے کہ سوائے حمل کے یہ ہر دوسری چیز کی نقل کر سکتا ہے اور سب علامتوں میں اتنا الجھاؤ پیدا کر دیتا ہے کہ ڈاکٹر بیماری کی کنہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس تعلق میں، نیٹرم میور اور سیپیا دونوں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ سیپیا کی کچھ علامتیں نیٹرم میور سے ملتی ہیں مگر اس ضمن میں خاص طور پر ان دونوں کا کردار بہت نمایاں اور بہت مفید ہے۔

عمومی بگڑے ہوئے کیس میں سلفر کو استعمال کرنا چاہئے۔ اکثر صورتوں میں اس سے افاقہ ہوتا ہے اور بیماری نتھر کر واضح ہو جاتی ہے۔ بگڑے ہوئے بخار جو قابو میں نہ آئیں ان میں نیٹرم میور اور سیپیا دونوں مفید ہیں۔ اگر تحقیق سے بخار کی وجوہات معلوم ہو جائیں تو پھر ان کے مطابق علاج کرنا چاہئے۔ ملیریا بخار کے عمومی رجحان کو دور کرنے کے لئے اونچی طاقت میں استعمال کرنی چاہئے۔ اگر دردوں کی علامتیں ظاہر ہو جائیں تو فوری طور پر آرنیکا کھالینا چاہئے لیکن لمبے عرصہ کے لئے ملیریا سے بچاؤ کے لئے نیٹرم میور بہترین دوا ہے۔

نیٹرم میور میں گلے میں کسی چیز کے پھنسے ہونے کا احساس رہتا ہے۔ اس میں ہیپر سلف بھی بہت مشہور دوا ہے۔ اس کے علاوہ ارجنٹم نائیٹریکم (Argentum-Nitricum) میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ نائیٹرک ایسڈ اور ایلومینا بھی مفید دوائیں ہیں۔ مریض بار بار کوشش کر کے پھنسی ہوئی چیز نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ حلق میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اگر واقعتاً گلے میں کوئی چیز پھنس جائے، مچھلی کا کانٹا یا کوئی اور چیز ہو تو سلیشیا اسے باہر نکالنے کی خاصیت رکھتی ہے۔ اگر ہیپر سلف کی علامت ہو تو جامنی رنگ کا مواد خارج ہوتا ہے۔ نائٹرک ایسڈ ہو تو گلے میں عدودوں کے اردگرد زرد رنگ کے دھبے دکھائی دیتے ہیں۔ Argentum Nitricum میں آواز بیٹھنے کی علامت بہت نمایاں ہے۔ جہاں تک نیٹرم میور کا تعلق ہے تو گلا بالکل خشک ہو جاتا ہے اور زخم بننے کا رجحان بھی ہوتا ہے۔ اگر گلے میں کچھ پھنسنے کا احساس ہو تو مندرجہ بالا چاروں دوائیں اپنی اپنی علامتوں کے لحاظ سے پہچانی جائیں گی۔ تک بازی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جس دوا کی علامت ہو وہی کام آئے گی۔

نیٹرم میور میں پلپلی سی ورمیں پائی جاتی ہیں جو شہد کی مکھی کے کاٹنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے شہد کی مکھی کاٹے تو نیٹرم میور بطور علاج بہت مؤثر دوا ہے۔ میں اسے آرسینک اور لیڈم کے ساتھ ملا کر استعمال کرتا ہوں۔ چند منٹ کے اندر آرام آ جاتا ہے۔ لیکن شہد کی مکھی کے زہر کا اثر فوری طور پر دور کرنے کے لئے کاربالک ایسڈ بہت مفید ہے۔ نیٹرم میور ایپس کا مزمن ہے۔ ایپس کی ورم وقتی طور پر نقصان پہنچا کر ختم ہو جاتی ہے لیکن نیٹرم میور میں یہ ورمیں آ کر ٹھہر جاتی ہیں۔ اس لئے اسے ایپس کا مزمن کہا جاتا ہے۔

بچہ کی پیدائش کے بعد باقی رہ جانے والی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے بھی نیٹرم میور مفید ہے۔ اگر بچے کی پیدائش کے بعد عورت کی عمومی صحت خراب ہو جائے تو نیٹرم میور بہت مؤثر دوا ہے جو صحت کو بحال کرتی ہے۔

اگر بچہ کی پیدائش کے بعد بخار کی کیفیت ہو تو سلفر اور پائیروجینم مفید ہیں۔ اگر رحم کے اندر پوری طرح صفائی نہ ہوئی ہو اور اندر کچھ باقی رہ گیا ہو تو پلسٹیلا اس گند کو باہر نکالنے کے لئے مفید ہے۔ اگر بچے کی پیدائش کے بعد کمر درد وغیرہ ہونے لگے تو ان میں کالی کارب بہت مفید ہے۔

اگر ماں کے دودھ میں کوئی ایسی کمی پائی جائے کہ بچہ صحیح رنگ میں پرورش نہ پائے یا دودھ جلد سوکھ جائے تو نیٹرم میور استعمال کرنا چاہئے۔ نیٹرم میور اس اندرونی زہر کو دور کرتا ہے جو بچے کی پرورش کی راہ میں حائل ہے اور بچے کی ضرورت کے مطابق دودھ کی بھی فراوانی ہو جائے گی۔ نیٹرم میور بچوں کے سوکھا پن کی بھی بہترین دوا ہے۔ اور یہ سوکھا پن جسم کے اوپر سے نیچے کی طرف اترتا ہے اس کا مطلب ہے کہ بچوں کو سکھانے والا مادہ موجود ہے جسے نیٹرم میور ٹھیک کرتا ہے۔ اگر ایسے مریض کا دودھ بچے پئے گا تو وہ سوکھا پن کی بیماری میں مبتلا ہو جائے گا۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے بعض بیماریوں کے لئے ہومیو ادویہ کے خواص کا ذکر فرمایا۔ حضور نے بتایا کہ جو بچے دودھ پی کر الٹی کر دیتے ہیں ان کے لئے ایتھوزا دوا آپ کو بتائی تھی۔ اصل میں اس کی وجہ معدہ میں نہیں ہوتی بلکہ دماغ میں ہوتی ہے۔ بچے کے ذہن پر اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ الٹی کر دیتا ہے۔ اس بات کو سمجھنا ضروری ہے۔ اسی طرح وہ بچے یا بڑی عمر کے بھی جو امتحان میں جت جاتے ہیں اور دماغ پر دباؤ کی وجہ سے ایک دم چیزیں بھول جاتے ہیں ان کے لئے کہا جاتا ہے کہ ایتھوزا ۲۰۰ کی طاقت میں بہت مفید ہے۔

اگر سردی لگ جائے اور ہاتھ یا پاؤں وغیرہ سوج جائیں اور بے چینی پیدا ہو تو اس میں اگیریکس اور پلسٹیلا مفید ہیں۔ اگر سردی سے تکلیف بڑھے تو اگیریکس (Agaricus) اور اگر گرمی سے بڑھے تو پلسٹیلا۔ اب باوجود اس کے کہ عموماً سردی میں ہی تکلیف ہوتی ہے مگر پلسٹیلا کا مریض ہے تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کی ورم اور خون کا دباؤ گرمی سے زیادہ بڑھ جائے گا۔ میرا تجربہ ہے کہ ۳۰ کی طاقت میں یہ مفید رہتی ہے لیکن بعض ڈاکٹر ۲۰۰ کی طاقت میں زیادہ مفید بتاتے ہیں۔

حضور نے ایلومینا کے متعلق بتایا کہ یہ کرانک نزلہ اور بار بار چھینکیں آنے کے مرض میں بہت مفید ہے۔ بعض دفعہ سر کا ایگزیما دواؤں کے ذریعہ دبا دیا جائے تو اس کے نتیجہ میں یہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ اس لئے جب آپ ایلومینا دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ اس سے خارش اور ایگزیما واپس آ جائے گا۔ پھر ایگزیما کا علاج کرنا ہوگا۔

حضور نے بتایا کہ کسی بھی ٹیسٹ یا امتحان کا جو خوف ہوتا ہے اس کے لئے (Argentum Nitricum) بہت مفید ہے۔ اسی طرح لائیکوپوڈیم ۲۰۰ کی طاقت میں اور ایتھوزا کی افادیت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ - (Argentum Nitricum) اور ایتھوزا کو ملا دیا جائے تو زیادہ فائدہ مند ہے۔

دل کی آرٹریز (وریدوں) کو تقویت دینے کے لئے کریٹے گس مدر ٹنکچر میں بہت مفید ہے۔ اگر گہرے زخم برننگ وغیرہ سے ہوں تو ان میں کیلنڈولا (Calandola) ۲۰۰ کی طاقت میں غیر معمولی مفید ہے۔ اس کے علاوہ کینتھرس بھی اچھی ہے۔ دونوں دوائیں ۲۰۰ کی طاقت میں ملا کر دیں تو بعض دفعہ بڑی تیزی سے مرض ٹھیک ہوتا ہے لیکن جلنے کے اگر کھرنڈ بن جائیں اور بدصورتی سی ہو تو اسے ٹھیک کرنے کے لئے وٹامن ای (Vitamin E) بہت اچھی ہے۔

موصیان کرام کی توجہ کے لئے

ایسی جائیداد جس کا حصہ آپ مکمل ادا کر چکے ہوں اور وہ جائیداد آمد پیدا کرتی ہو اس کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہے۔ یہ یاد رہے کہ اگر وہ جائیداد غیر منقولہ ہے تو جس ملک میں ہے اسی ملک کی کرنسی میں اس کی آمد کا حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا ہوگا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ۔ ربوہ)

بقیہ: ملت اسلامیہ کی کشتی

کفر و ارتداد کے خوفناک طوفانوں میں

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار (حضرت مسیح موعود)

(دوست محمد شاہد)

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

ملت اسلامیہ کے جہاز کو کفر و ارتداد کی لہروں میں ہچکولے کھاتا دیکھ کر کوئی عاشق رسول عربی خاموش تماشائی بنا نہیں رہ سکتا۔ بلاشبہ یہ صورت حال، ہر مضطرب اور حساس دل کو تڑپا دینے والی ہے مگر مایوس کن ہرگز نہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبل از وقت پیش گوئی فرما دی کہ:

"ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہونگے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے جو ایک گاؤں کی غفلت کی حالت میں اس پر ڈاکہ مارنا چاہتے ہیں۔ پس جو شخص اس کی سنتا ہے وہ اپنا مال ان ڈاکوؤں کی دست برد سے بچا لیتا ہے اور جو نہیں سنتا وہ غارت کیا جاتا ہے۔ ہمارے وقت میں دو قسم کے ڈاکو ہیں۔ کچھ تو باہر کی راہ سے آتے ہیں اور کچھ اندر کی راہ سے۔ اور وہی مارا جاتا ہے جو اپنے مال کو محفوظ جگہ میں نہیں رکھتا۔ اس زمانہ میں ایمانی مال کے بچانے کے لئے محفوظ جگہ یہ ہے کہ اسلام کی خوبیوں کا علم ہو۔ اسلام کی قوت روحانی کا علم ہو۔ اسلام کے زندہ معجزات کا علم ہو۔ اور اس شخص کا علم ہو جو اسلامی بھیڑوں کے لئے بطور گلہ بان مقرر کیا جائے۔ کیونکہ پرانا بھیڑیا اب تک زندہ ہے۔ وہ مرا نہیں ہے۔ وہ جس بھیڑ کو اس کے چرانے والے سے دور دیکھے گا وہ ضرور اس کو لے جائے گا۔

اے بندگان خدا! آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساک باران ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئیں بھی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے ہاتھوں میں جوش پیدا کرتا ہے اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے یعنی خدا کی وحی، وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔

میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں ...... نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے"۔

(روحانی خزائن، جلد ۲۳ صہ ۳۸۵، ۳۸۷)

بقیہ:-

جناب زاہد الراشدی کا کھلا خط

اور ان کو جوابی دعوت

(ایچ۔ ایم۔ طارق)

منسلک تھے) آپ کی خدمات کے اعتراف میں وہ تفصیلی نوٹ لکھا تھا جس میں آپ کو ایک انقلاب آفریں اور بہت بڑا شخص قرار دیا تھا۔

اب کہاں گیا آپ کا وہ باطل دعویٰ کہ مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد کسی بزرگ کے کوئی تعریفی کلمات دکھاؤ۔ ایک اسی جھوٹ کے کھل جانے سے آپ کا سر ندامت سے جھک جانا چاہئے اور آئندہ کے لئے جماعت احمدیہ پر الزامات لگانے سے توبہ کرنا چاہئے بشرطیکہ کچھ شرم یا حیاء کا مادہ ہو۔ ورنہ "بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن"۔

آپ نے رابطہ عالم اسلامی اور جامعہ ازہر کے احمدیوں کے خلاف فتاویٰ کفر کا ذکر کر کے اپنی طرف سے بڑا تیر مارا ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ ان فتاویٰ کو پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتی۔ وہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے اور برملا طور پر کلمہ توحید اور رسالت لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہوئے اپنے دین اور ایمان کا فیصلہ خدائے عالم الغیب پر چھوڑتی ہے جو سینے کے بھید جانتا ہے۔ مگر آپ کے اسلام کا کیا بنے گا جو سب اسلامی فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ ہائے کفر کے پچھتارے لگا رکھے ہیں۔ اگر وہ سب فتوے درست ہیں تو اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں "اسلام" کہاں ہے؟

کہتے ہیں "دروغ گو را حافظہ نباشد" آپ نے لاتقربوا الصلوٰۃ کی طرح جامعہ ازہر کا معتبر نام تو استعمال کر لیا مگر ان کے فتوے کی کوئی وضاحت نہ کی کہ کس سوال پر کیا فتویٰ تھا۔ آیئے ہم آپ کو مفتی مصر اور جامعہ ازہر کے علامہ مفتی محمود شلتوت کا ایک فتویٰ بتاتے ہیں جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے مسلک کی تائید میں دیا اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو قرآن شریف سے مدلل طور پر ثابت کر کے دکھا دیا۔ آپ خوب جانتے ہیں (یا شاید نہیں جانتے!) یہی وہ بنیادی اختلافی مسئلہ ہے جس کی بناء پر آپ نے جماعت احمدیہ پر کفر کے فتووں کا آغاز کیا تھا۔

جماعت احمدیہ کے اس واضح اور واشگاف اعلان کے باوجود کہ وہ ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے آپ کو فتنہ انگیزی اور عوام الناس کے جذبات سے کھیلنے کے لئے اس بات کا بہت شوق ہے کہ کسی طرح جماعت احمدیہ پر بار بار یہ جھوٹا الزام لگا کر سچا کر دکھائیں کہ وہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے اور اس سلسلہ میں آپ توڑ مروڑ کر مختلف حوالے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تمام حوالے جماعت احمدیہ کے اس مسلک کے ہرگز خلاف نہیں کہ اسلام اور ایمان کے کئی مدارج ہیں۔ اور جس شخص سے جو درجہ فوت ہو جائے وہ اسلام کے اس درجہ یا دائرہ سے تو خارج ہو سکتا ہے مگر کلمہ گو ہونے کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ کے وسیع مفہوم سے خارج نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاوٹ کرنے والے اور مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والے کے بارہ میں فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ گویا کلمہ گو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس حد تک اسلام کے دائرے سے خارج ہو گیا۔

اس ضمن میں آپ نے ایک اور "کذب صریح" یہ تراشا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اسمبلی کے فلور پر دوٹوک انداز میں کہا کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی اپنی شائع کردہ تاریخی دستاویز ۱۹۷۴ء صفحہ ۶۳ میں آپ لوگ (کافی قطع و برید کے باوجود) یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں:

"اٹارنی جنرل کے اس سوال پر کہ جو شخص ملت اسلامیہ میں ہے آپ کے اعتقاد کے مطابق وہ دائرہ اسلام میں بھی ہے لیکن جو دائرہ اسلام میں ہے وہ ہر شخص ملت اسلامیہ میں نہیں۔ گویا ایک شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر اس کے باوجود وہ مسلمان ہے۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا "اس کے باوجود وہ مسلمان ہے"۔

اٹارنی جنرل نے پھر جرح کی کہ گویا کافر بھی ہے اور پھر مسلمان بھی۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے جواب دیا "بعض جہت سے کافر اور بعض سے مسلمان"۔

اس کے باوجود بھی راشدی صاحب کافر کہنے کہلانے کا شوق پورا کرنا چاہیں تو کرتے پھریں ورنہ اس بیان سے تو صاف ظاہر ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تارک الصلوٰۃ ایک جہت سے کافر ہو جاتا ہے مگر کلمہ گو ہونے کے لحاظ سے مسلمان ہی رہتا ہے۔ یہی مسلک جماعت احمدیہ کا ہے۔

آپ نے اپنے خط میں جماعت احمدیہ پر نئی نبوت، وحی اور کتاب کا من گھڑت الزام لگایا ہے اور اس سے "نئے مذہب" کا استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی کر دی ہے اور مرزا صاحب پر حرمت جہاد جیسے تشریعی اختیارات کا الزام بھی لگایا ہے۔ یہ سب اعتراض بھی خلاف واقعہ ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ امتی نبی ہونے کا ہے اور آپ لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی نبی ہو کر آئیں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ غیر امت یعنی بنی اسرائیل کے ایک فرد عیسیٰ علیہ السلام کو لا کر انہیں مصنوعی طور پر امتی بناتے ہیں اور عملاً انہیں آخری نبی قرار دیتے ہیں جبکہ جماعت احمدیہ امت کے ہی ایک فرد کو اطاعت رسول کے نتیجہ میں مقام عیسوی کا حامل قرار دیتی ہے جس کا دعویٰ ہرگز کسی نئی نبوت، نئی تشریعی وحی یا کتاب کا نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

نہ تو میرا کسی رسالت کا دعویٰ ہے اور نہ میں کوئی نئی کتاب لایا ہوں۔ پس آپ کا دعویٰ محض امتی نبی ہونے کا ہے جو کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور الٰہی بشارات کی وجہ سے آپ کو یہ خطاب عطا ہوا اور نبوت کی اس نوع کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف نفی نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ اس کو جاری قرار دیا۔ جیسے فرماتے ہیں:

"لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" (ترمذی)

یعنی اب نبوت کی ایک نوع باقی ہے اور وہ بشارتوں والی وحی ہے۔

جہاں تک تشریعی اختیارات اور حرمت جہاد کا تعلق ہے اس کی حقیقت جماعت احمدیہ پر ایک بہتان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جماعت احمدیہ ان شرائط کی موجودگی میں جو جہاد بالسیف کے لئے ضروری ہیں اس پر ایمان رکھتی ہے۔ اور جب بھی جہاد کے ایسے مواقع آئے ہیں جماعت احمدیہ کو دنیا نے صف اول میں دیکھا ہے۔ خواہ وہ تقسیم ملک کے وقت آزادی کشمیر کا جہاد ہو یا ۶۵ء اور ۷۱ء کی جنگ، احمدی جرنیلوں عبدالعلی ملک اور جنرل اختر حسین ملک کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جہاد کشمیر میں کیا فرقان بٹالین کی خدمات کو بھلایا جا سکتا ہے؟ کیا ۷۱ء کی جنگ میں احمدی جرنیل افتخار جنجوعہ نے شہید ہو کر ثابت نہیں کیا کہ احمدی جہاد کے منکر نہیں۔

باقی انگریز حکومت کے امن و آشتی کے اس دور میں جب سکھا شاہی کے بعد مسلمانوں کو مذہبی آزادی ملی، حضرت مرزا صاحب نے وقتی طور پر جہاد کی شرائط موجود نہ ہونے کے باعث اس کے موقوف ہونے کا فتویٰ دیا تو اس میں کیا اعتراض؟ کیونکہ یہی فتویٰ آپ کے تمام مکاتب فکر کے علماء شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مولانا محمد یوسف فرنگی محلی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن خان وغیرہ نے دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے دارالحرب نہیں لہٰذا جہاد حرام ہے۔ اگر یہی بات مرزا صاحب فرمائیں تو شریعت میں تبدیلی کیسے واقع ہو جاتی ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا عارضی التواء بھی مسیح موعودؑ کی ایک نشانی قرار دیا تھا اور فرمایا تھا "یضع الحرب" (بخاری)۔

پس حضرت مرزا صاحب ہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیان فرمودہ علامت کے مطابق مسیح موعود قرار پاتے ہیں۔

مسلمان فرقوں کی باہمی تکفیر کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے خوب معیار آپ نے تجویز فرمایا ہے کہ اگر متعلقہ فریق وجوہ کفر کا اعتراف کرتا ہے تو کفر کے فتوے کے لاگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ "لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"۔ اس معیار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آج تک دیوبندی اور بریلوی کا اسلام تو ثابت نہیں ہو سکا کیونکہ اس وضاحت کے باوجود فریقین میں سے کسی نے اپنا فتویٰ واپس نہیں لیا بلکہ ان فتاوی میں مسلسل اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ لیکن اس معیار پر احمدیوں کا اسلام ضرور ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ احمدیوں کا اصول دین میں آپ سے کوئی اختلاف نہیں، محض ختم نبوت کی تاویل اور تشریح میں اختلاف ہے۔ اور علماء امت کا متفقہ اصول ہے کہ متأول پر کفر کا فتویٰ جائز نہیں۔ چنانچہ آپ کے پیر و مرشد حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی ایک محفل میں جب آپ کی طرح ایک انتہا پسند مولوی نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں اسی طرح ذکر کیا کہ "حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے نہ خدا کو مانے نہ رسول کو"۔ حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا "یہ زیادتی ہے توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدہ ختم رسالت میں۔ بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہئے"۔ (سچی باتیں، مرتبہ حکیم ہلال اکبر آبادی صفحہ ۲۱۳، نفیس اکیڈیمی کراچی)

راشدی صاحب ہماری نہیں تو اپنے پیر و مرشد کی ہی بات مان لیجئے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کا مسلک ختم رسالت کے باب میں وہی ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ سے ثابت ہے اور یہی مسلک حکیم ترمذی، علامہ ابن عربی، علامہ تور شبوی، سید عبدالکریم جیلانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجدد الف ثانیؒ، علامہ شعرانی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کا تھا۔ اور یہی سوال چشتی صاحب نے اٹھایا تھا جسے آپ گول کر گئے۔ آخر اپنے پیر و مرشد مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اس ارشاد کی آپ کیا تاویل کرتے ہیں جو انہوں نے فرمایا کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا"۔

(تحذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صـ ۴۶)

کیا یہ بعینہ وہی تاویل نہیں جو جماعت احمدیہ کرتی ہے اور اگر وہ اس تاویل کے سبب کافر ہے تو ان بزرگان امت (بشمول اپنے پیر و مرشد) کے بارہ میں آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ آپ ہی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟۔

رہا آپ کا یہ موقف کہ جناب رسول اللہؐ کے بعد نبوت اور وحی کا دعویٰ کفر ہے تو جماعت احمدیہ کو کب اس سے انکار ہے؟ ہمارا بھی تو یہی مسلک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور قرآن شریف آخری شریعت ہے اور چونکہ آپ کے بعد کوئی نئی تشریعی وحی نہیں آئے گی نہ کوئی تشریعی نبی، لہٰذا تشریعی نبوت اور تشریعی وحی کا دعویٰ بے شک کفر ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسی کسی تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ سورہ نساء کی آیت ۷۱ کے مطابق امتی نبی ہونے کا دعویٰ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول کی کامل اطاعت کے نتیجہ میں امت کو چار انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔

پھر جہاں تک دعویٰ وحی کا تعلق ہے خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بشارتوں پر مشتمل وحی کا دروازہ صاحب استقامت مومنوں کے لئے کھلا ہے۔ جیسے فرمایا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ تم ڈرو نہیں اور غم نہ کرو اور جنت کی بشارت پاؤ جس کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے وہ کچھ ہے جو تمہارے نفس چاہیں گے اور جو کچھ تم مانگو گے اور یہ تمہارے رب کی طرف سے ایک مہمانی ہے۔ (حٰم سجدہ: ۳۱ تا ۳۳)

اب اسی اصول کی روشنی میں ذرا اپنے عقیدہ پر بھی نظر کر لیجئے جو آپ حضرت عیسیٰؑ کو رسول اللہ کے بعد نبی بنا کر لاتے ہیں اور وہ بھی غیر شریعت کا۔ تو کیا اس

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل

کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

سے کفر لازم نہیں آئے گا۔ آپ کے اپنے ہی وضع کردہ اصول کے مطابق تو آپ کا اپنا اسلام مشتبہ ہو گیا، ذرا اس کی خبر لیجئے۔

"الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا"

جہاں تک احمدیوں کے غیر مسلم اقلیت کی حیثیت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا تعلق ہے حیرت ہے کہ اس میں آپ کا کیا سود و زیاں ہے۔ ایک ارب سے بھی زائد کلمہ گو مسلمانوں کی اکثریت کے مقابل پر عددی اعتبار سے تو احمدی اقلیت میں ہیں مگر یہ محض کلمہ گوؤں کی اقلیت کا نام نہیں بلکہ قرآن و سنت پر عمل پیرا اس جماعت کا نام ہے جس میں علامہ اقبال کو بھی اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ نظر آیا تھا۔ اور علامہ نیاز فتح پوری نے برملا اعتراف کیا تھا کہ:

"اس وقت تمام ان جماعتوں میں جو اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتی ہیں صرف ایک ایسی جماعت ہے جو بانی اسلامؐ کی متعین کی ہوئی شاہراہ زندگی پر پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے"۔

(نگار ماہ نومبر ۱۹۵۹ء)

پس آپ کی بگڑی ہوئی اکثریت کو اس خداترس اور خدا رسیدہ اقلیت سے کیا خطرہ ہے، خطرہ تو اقلیت کو اکثریت سے ہونا چاہئے تا کہ اس کی خرابیاں کہیں اقلیت کی اعلیٰ قدروں کو متاثر نہ کر دیں، مگر شور مچا رہے ہیں تو اکثریت کے نمائندے اور سارا زور استدلال صرف کر رہے ہیں اس بات پر کہ "اسلام کا نام اور اس کی مخصوص مذہبی اصطلاحات ہمارے پاس رہنے دیں" حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے اخلاق اور مذہب کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ مگر کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا کہ ہمارے اسلاف کی اعلیٰ اقدار اور اخلاق ہمارے پاس رہنے دو۔ بس نام اور ٹریڈ مارک پر خوش ہیں، اور مذہب کو تجارت بنا لیا ہے۔ حالی نے سچ ہی تو کہا تھا "فقط رہ گیا اسلام کا نام باقی" اب اس نام کی بھی حفاظت نہ کریں تو اور کیا کریں۔

پھر کس منہ سے آپ شعائر کی بات کرتے ہیں۔ وہی شعائر جن کو ترک کر کے آپ بقول اقبال "یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود" کے مصداق ہو چکے ہیں۔ اور احمدی تو صرف اسلام کے نیک شعائر اور خصائل اپناتے ہیں پھر اس میں آپ کا کیا نقصان؟ مگر احمدیوں کو اقلیت کا طعنہ آپ نہ دیتے تو پھر ان کی سچائی کیسے ثابت ہوتی۔ کیا اس حقیقت سے آپ انکار کر سکتے ہیں کہ خدا کے ماموروں کی جماعتیں ہمیشہ اقلیت ہی ہوا کرتی ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ کی جماعت کو فرعون نے اقلیت قرار دیا تھا (الشعراء:۵۵)۔

پس آپ نے بھی احمدیوں کو اقلیت کہہ کر ان کی سچائی کے دلائل میں ایک اور دلیل کا ہی اضافہ کیا ہے۔ رہا آپ کا یہ دعویٰ کہ اسلامی اصطلاحات کے صرف آپ ہی ٹھیکیدار ہیں یہ بھی محض غلط فہمی ہی ہے، اسلام نے اگر کوئی ٹریڈ مارک مقرر کیا ہے تو وہ تقویٰ کا نشان ہے، چونکہ گزشتہ شرائع و تعلیمات کے ذکر میں قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کو یہی حکم تھا کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، موحد ہو کر اور صلوٰۃ یعنی نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی مضبوط دین ہے۔ (بینہ:۶،۷)

قرآن شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو بھی صلوٰۃ یعنی نماز اور زکوٰۃ کے بارہ میں تاکیدی حکم دیا گیا تھا۔ (مریم:۳۲)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ میں یہی مذکور ہے کہ وہ اپنے اہل کو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے (مریم:۵۶)۔ حضرت ابراہیمؑ کو قرآن شریف میں مسلم کے نام سے یاد کیا گیا ہے (آل عمران:۶۸) اور مسلمانوں کو ملت ابراہیم پر قائم ہو جانے کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس دور میں بھی مسلمان نام رکھا ہے (حج:۷۹)۔ ملکہ سبا حضرت سلیمانؑ پر ایمان لائی تو کہا میں سلیمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی ہوں (نمل:۴۵)۔

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام ایک متوحدانہ قلبی کیفیت اور مخلصانہ عمل کا نام ہے نہ کہ محض کوئی ٹریڈ مارک اور یہی حال صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ کی اصطلاحات کا ہے جو تمام مذاہب میں ہر زمانہ میں استعمال ہوتی رہیں حتیٰ کہ عیسائیوں کی عبادت گاہ کو قرآن شریف میں مسجد کے نام سے یاد کیا گیا ہے (الکہف:۲۲)۔

ان قرآنی تصریحات کے بعد اب کہاں گیا آپ کا ٹریڈ مارک اور کیا ہوئی آپ کی رجسٹریشن؟ کیا یہودی اور عیسائی جو تین ہزار سال سے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا لفظ استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے ٹریڈ مارک قرار دیتے ہوئے آپ کی ان اصطلاحات کو بحق سرکار ضبط کر لیں؟ اگر نہیں تو پھر:

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے کبھی کسی جداگانہ حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ رائے دہی کے اپنے قیمتی حق کو بھی محض اس لئے قربان کر دیا کہ جماعت احمدیہ کی دینی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اسے خدا اور اس کے رسول سے الگ کیا جائے اور اس کے لئے وہ بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی ہے۔

اپنے مضمون کی وقعت بڑھانے اور عوام الناس میں احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے آپ نے اس کذب صریح کا بھی سہارا لیا ہے کہ قیام پاکستان کے وقت پنجاب کی تقسیم کی حدود طے کرنے والے ریڈکلف کمیشن کے سامنے گورداسپور کے علاقہ کے حوالے سے قادیانیوں نے خود کو مسلمانوں سے علیحدہ شمار کرانے کے لئے اپنا کیس الگ پیش کیا جس سے آبادی کا تناسب غیر مسلموں کے حق میں بڑھ گیا اور یہ علاقہ پاکستان میں شامل ہونے کی بجائے بھارت میں چلا گیا اور اس علاقہ سے بھارت کو کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ ملا جس سے کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا۔

آپ احراری علماء تو یہ طے کر چکے ہیں کہ سمندر میں دو مچھلیاں بھی لڑیں تو اس کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ کشمیر جیسے بڑے مسئلہ میں قادیانیوں کا ہاتھ ثابت کرنے کے لئے جو گھسا پٹا جھوٹ آپ بولتے چلے آئے ہیں اور ۱۹۵۳ء کے فسادات میں بھی عوام کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے خوب کھل کھیل کر آپ نے یہ جھوٹ بولا تو انکوائری کمیشن کے صدر جسٹس منیر نے جو حسن اتفاق سے باؤنڈری کمیشن کے ایک رکن بھی تھے عدالت عالیہ کے فیصلہ میں اپنی ذاتی شہادت ریکارڈ پر لاتے ہوئے ہمیشہ کے لئے احمدیوں سے اس الزام کی تردید کر دی تھی۔ انہوں نے لکھا تھا کہ احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بےبنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلہ میں ضلع گورداسپور اس لئے بھارت میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفراللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفراللہ خان نے گورداسپور کے معاملہ میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے کاغذات میں واضح ہے اور جس شخص کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہے وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کر سکتا ہے۔ چوہدری ظفراللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بےلوث خدمات سرانجام دیں مگر اس کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات کے دوران ان کا ذکر جس انداز میں کیا وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء صفحہ ۲۰۹)

باوقار عدالت نے پردہ پوشی کرتے ہوئے ان ناشکروں کا نام تو نہیں لیا تھا مگر معزز عدالت کے اس فیصلے کے بعد پھر آپ کے اس جھوٹے الزام کو ہوا دینے سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ وہ بےشرم اور ناشکرے لوگ کون تھے؟ شاید اس وقت اس دروغ بے فروغ کی جرات آپ لوگوں کو اس لئے ہو رہی تھی کہ باؤنڈری کمیشن کے ریکارڈ کا معائنہ ہر شخص کے بس سے باہر تھا مگر اب تو نیشنل ڈاکومینٹیشن لاہور نے یہ مشکل بھی آسان کر دی ہے اور انہوں نے "دی پارٹیشن آف دی پنجاب" کے نام سے تمام ریکارڈ مکمل طور پر شائع کر دیا ہے۔ سر ظفراللہ خان نے جو تحریری عرضداشت مسلم لیگ کی طرف سے کمیشن میں پیش کی تھی وہ پارٹیشن آف دی پنجاب صـ ۲۸۶ سے صـ ۲۹۶ تک ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ جس میں اس امر کا کوئی معمولی اشارہ تک بھی موجود نہیں کہ احمدیوں نے مسلمانوں سے الگ شمار کرنے کا کوئی مطالبہ کیا تھا اور باؤنڈری کمیشن کے سامنے بعض اور مسلمان تنظیموں کی طرح جماعت احمدیہ نے جو عرضداشت مسلم لیگ کی تائید میں پیش کی تھی وہ اس کتاب کے صفحہ ۴۲۸ پر درج ہے جس کا آغاز ہی اس بات سے ہوتا ہے کہ قادیان کو پاکستان میں شامل کیا جائے اور استدلال کے طور پر صفحہ ۴۴۸ پر یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ "گورداسپور چونکہ مسلم اکثریت کا ضلع ہے (اور اکثریت مغربی پنجاب میں شامل کئے جانے کی خواہش مند ہے) مغربی پنجاب کا حق بنتا ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کرے کہ یہ علاقہ جو مشرق سے حملے کی صورت میں دفاعی نظام کا ایک اہم حصہ ہے مغربی پنجاب میں شامل کیا جائے۔

اتنے واضح حقائق کی موجودگی میں کھلم کھلا جھوٹ بولنا اور حقائق کو مسخ کرنا آپ ہی کو زیب دیتا ہے کیونکہ آپ کذب صریح کے جواز کے فتوے کے قائل ہیں۔

آپ سے تو وہ ہندو ہی سچے نکلے جن کے ترجمان اخبار ہندو جالندھر نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ سر محمد ظفراللہ خان اور جماعت احمدیہ کے سرکاری ادھیکاری اس بات پر بضد تھے اور ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ ضلع گورداسپور بھی پاکستان میں آئے وہ تو قادیان کو پاکستان میں لانا چاہتے تھے۔ نہیں تو اپنا سینٹر قادیان چھوڑنا پڑتا تھا۔ (ہندو، ۲۷ ستمبر ۱۹۵۲ء)

یہ سب حقائق اپنی جگہ مگر آپ بھی اپنے جھوٹ بولنے کے فتوے سے مجبور ہیں پھر اس صورت میں امریکی کونسل جنرل رچرڈ مکی سے آپ کی ملاقات کی خبر واحد پر کون یقین کرے اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ آپ کے اس مؤقف کے بیان کرنے پر کہ امریکہ قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہا ہے رچرڈ مکی صاحب خاموش رہے تھے اور آپ کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ تو اس سے آپ نے یہ نتیجہ کیسے نکالا کہ خاموش رہ کر انہوں نے آپ کے مؤقف کی تائید کر دی۔ رچرڈ مکی صاحب کی معنی خیز خاموشی میں تو وہ جواب مضمر تھا جو ایک سادہ لوح کی سمجھ میں بھی آ سکتا ہے کہ احمدی بےچاروں کو پہلے آپ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا پھر ایک آرڈیننس نافذ کر کے ان پر غیر انسانی پابندیاں لگا دیں جس کے نتیجے میں احمدی اذان نہیں دے سکتے، کلمہ نہیں پڑھ سکتے، اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے اور کرتے ہیں تو ان کو جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔ ان مظالم کی ایک خونچکاں داستاں ہے جس کے تفصیلی اعداد و شمار معلوم ہونے پر ایمنسٹی انٹرنیشنل یا انسانی حقوق کی دیگر تنظیمیں حرکت میں آتی ہیں تو آپ امریکہ بہادر کی پشت پناہی کا نام دیتے ہیں۔

جناب راشدی صاحب قصہ کوتاہ یہ کہ آپ کی دعوت کا نچوڑ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آپ ایک بگڑی ہوئی امت کے اجتماعی دھارے میں ہمیں شامل کرنا چاہتے ہیں اور ہم جو ایمان و عمل کا مزہ چکھ چکے ہیں ہمیں آپ کی پرفریب دعوت ہرگز ہرگز منظور نہیں۔ ہاں اس کے مقابل پر ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ آپ کو اس سچائی کی طرف دعوت دیں جس کو ہم نے حق جان کر قبول کیا ہے۔ اور اس لئے قبول کیا ہے کہ خدا کے رسولؐ کا یہی حکم تھا، مہدی کی بیعت کرنا خواہ برف کے پہاڑ راہ میں حائل ہوں تو انہیں عبور کر کے اس کے پاس پہنچنا اور اسے میرا اسلام پہنچانا۔ پس ہم نے تو اس مہدی کی سچائی پر چاند اور سورج گرہن کے آسمانی گواہ دیکھ کر اسے قبول کر لیا۔ اب آپ کس مسیح اور کون سے مہدی کا انتظار کر رہے ہیں۔ آئیں "علمائهم" کے زمرے سے نکل کر آپ بھی "علماء امتی" میں شامل ہو جائیں۔ اگر آپ واقعی تحقیق حق کے لئے سنجیدہ ہیں تو خدا سے تعصب سے پاک ہو کر پوچھیں، مولیٰ! اگر یہ مہدی برحق ہے تو اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ آپ کو واقعی یہ سنجیدگی اور انصاف اور تحقیق حق کی سچی عادت عطا کرے۔ آمین۔

اپنے علم کا فیض دوسروں تک بھی پہنچایئے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔

(مدیر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ سکنہ فیض اللہ چک ان اصحاب میں سے تھے جنہیں دعویٰ سے قبل ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت یسر رہی۔ آپؓ نماز تہجد کے لئے بیدار ہونے کی خاطر حضورؑ کے کمرہ میں سوتے اور سیر پر بھی ہمراہ جاتے۔ حضورؑ نے بعض مواقع پر آپکو دعا کرنے کی تحریک کی اور آپؓ ان احباب میں شامل تھے جنہیں حضورؑ نے اپنے رؤیا و کشوف آپؑ کی تصدیق میں شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خلافت ثانیہ کی تائید میں آپکے کشوف کی اشاعت کے باعث بھی کثیر احباب فتنہ سے محفوظ رہے۔

حضرت حافظ صاحبؓ کو بچپن میں دینی علوم کی تحصیل کا بہت شوق تھا۔ آپکے حافظ قرآن تایا آپکو بھی حافظ قرآن بنانے کی آرزو رکھتے تھے لیکن آپکے بچپن میں ہی وہ وفات پا گئے اور آپکے والد نے آپکو کام پر لگادیا۔ جب آپؓ ۱۷ برس کے ہوئے تو ایک حافظ محمد جمیل صاحب گاؤں میں آئے جن سے آپؓ نے قرآن کریم حفظ کیا۔ آپؓ دینی علوم سیکھنے میں مگن رہتے اور آپکے والد صاحب کام کاج خود ہی کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپکے والد بصارت سے محروم ہوگئے تو کام کا سارا بار آپکے کاندھوں پر آ پڑا اور تحصیل علم میں دقت پیدا ہوگئی۔ تب آپؓ نے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی تو آپکے والد کو خواب میں بتایا گیا کہ آنکھوں میں کھب ڈالیں۔ اس پر عمل کرنے سے انکی بصارت عود کر آئی اور تا وفات قائم رہی اور انہوں نے پھر سے کام سنبھال لیا۔ حضرت حافظ صاحبؓ کے دادا بہت بڑے صوفی اور بزرگ تھے۔ انکے رؤیا و کشوف علاقہ میں مشہور تھے اور انکے سینکڑوں مرید تھے۔ آپکے والد نے بھی پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا لیکن آپؓ نے ۲۱ ستمبر ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد مریدوں کو جواب دیدیا۔ آپکا مختصر ذکر محترم ملک صلاح الدین صاحب کی تصنیف سے روزنامہ "الفضل" ۱۷ اگست میں منقول ہے۔

— ★ ★ ★ —

اسی شمارہ میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی بعض گھریلو باتیں آپکی صاحبزادی محترمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ نے بیان کی ہیں۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ "میری وفات جمعہ کو یا صبح آٹھ بجے ہوگی یا شام آٹھ بجے۔" چنانچہ ۱۸ جولائی بروز جمعہ انکی وفات ہوئی۔ اتفاق ہے کہ آپکی پیدائش بھی ۱۸ جولائی کی تھی۔ آپؓ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ ریٹائرڈ ہوئے تو قادیان میں رہائش پذیر ہوئے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ابھی چھوٹے بچے ہی تھے اور گھر میں کھیل رہے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اماں جانؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اسے MA کروانا۔

۱۹ سالہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ۱۹۱۲ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں BA کے ہونہار طالبعلم تھے۔ ایک روز کالج چھوڑنے کی درخواست پرنسپل کو پیش کی تو انہوں نے سمجھایا کہ آپکا یہ عمل نہ صرف کالج بلکہ آپؓ کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ آپؓ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کے ہاتھ پر اس امر کیلئے بیعت کی تھی کہ "دین کو دنیا پر غالب کروں گا"، میں اس اقرار کو پورا کرنا چاہتا ہوں اور اولین فرصت میں قادیان پہنچ کر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ پرنسپل نے سرٹیفیکیٹ دیا کہ "بشیر احمد اس کالج کا بہترین طالبعلم تھا اور اس کا کالج چھوڑ جانا کالج کے حق میں نقصان کا باعث ہے"۔ بہرحال آپؓ قادیان تشریف لائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو پہلے روزانہ دو مرتبہ درس دیا کرتے تھے، آپؓ کا جذبہ دیکھ کر ایک الگ درس شروع کر دیا جس سے کئی لوگ استفادہ کرنے لگے۔ ۸ نومبر ۱۹۱۳ء کو یہ درس مکمل ہوا اور ۱۳ نومبر کو آپؓ لاہور تشریف لے گئے اور کالج کی پڑھائی شروع کردی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مبشر اولاد میں سے صرف آپؓ نے M.A. تک تعلیم حاصل کی۔ محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی سیرت پر جو کتاب تصنیف کی ہے اس پر محترم مولینا عبدالباسط صاحب کے قلم سے تبصرہ روزنامہ "الفضل" ۱۸ اگست کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

جماعت احمدیہ جنوبی افریقہ کا ترجمان "العصر" مئی، جون ۹۶ء خصوصی نمبر ہے۔ ۷ اپریل ۹۶ء کو جنوبی افریقہ کے ۳۳ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر کی جانے والی تقاریر اس میں شائع کی گئی ہیں۔

اس شمارہ میں محترم حسن بردائی صاحب کی قبول احمدیت کی داستان شائع ہوئی ہے جو مراکش میں پیدا ہوئے اور یونیورسٹی میں اعلیٰ اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود عملاً اچھے مسلمان نہیں تھے۔ انکی اپنی اصلاح کی ہر کوشش ناکام رہی تھی۔ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) آنے کے بعد انکی ملاقات انکے ہم وطن دوست محترم عبدالحیٔ صاحب سے ہوئی جو احمدی ہوچکے تھے۔ انہی کی تبلیغ اور جماعتی لٹریچر کے تفصیلی مطالعہ کے بعد محترم حسن صاحب نے احمدیت قبول کرلی اور پھر اخلاقی و روحانی ترقی سے آشنا ہوئے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت مسیح موعودؑ کے اکرام ضیف کے چند واقعات محترم سمیع اللہ صاحب زاہد نے ماہنامہ "انصاراللہ" اگست ۹۶ء میں پیش کئے ہیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ بیگووال کا ایک ساہوکار اپنے کسی عزیز کے علاج کے لئے آیا۔ حضورؑ کو اطلاع ہوئی اور آپؑ نے فوراً اعلیٰ پیمانہ پر قیام و طعام کا انتظام فرمایا اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو علاج کی خاص تاکید فرمائی۔ اسی سلسلہ میں حضورؑ نے یہ ذکر بھی کیا کہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے بزرگوں کو ایک مرتبہ بیگووال جانا پڑا تھا۔ اس گاؤں کے ہم پر حقوق ہیں۔ هل جزاء الاحسان الا الاحسان کا یہ کیا ہی عمدہ نمونہ ہے۔

حضورؑ کا مخالفین کے ساتھ حسن سلوک بھی مثالی تھا۔ بنوں سے ایک اسلام دشمن، عیسائی مشنری ڈاکٹر جب ہندوستان کے سفر پر نکلا تو قادیان بھی آیا۔ حضورؑ نے باوجود دشمن سلسلہ ہونے کے اس کی بہت خاطر تواضع فرمائی اور اسکے لئے منتظمین کو خاص تاکید فرمائی۔

— ★ ★ ★ —

حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی پاکیزہ سیرت کے چند واقعات "تشحیذالاذہان" اگست ۹۶ء میں محترم شمشاد احمد صاحب قمر نے بیان کئے ہیں جنہیں تین ماہ کے لئے آپکی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت چودھری صاحبؓ کو نماز کی بہت فکر رہتی تھی۔ صرف اور صرف نماز کا خیال تھا جو آپکو بار بار آتا تھا۔ رات کو بہت کم سوتے تھے اور ہر پون گھنٹے یا گھنٹے بعد جاگتے تو نماز کا وقت پوچھ کر تاکید فرماتے کہ خیال رکھنا کہ کہیں نماز کا وقت نہ نکل جائے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا قادیان اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق کا اندازہ ان الفاظ سے لگائیے۔ فرمایا "میں نے یہاں وہ دولت پائی ہے جو غیر فانی ہے جس کو چور اور قزاق نہیں لے جاسکتا۔ مجھے وہ ملا ہے جو تیرہ سو برس کے اندر آرزو کرنے والوں کو نہیں ملا۔ پھر ایسی بےبہا دولت کو چھوڑ کر میں چند روزہ دنیا کے لئے مارا مارا پھروں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب کوئی مجھے ایک لاکھ کیا ایک کروڑ روپیہ یومیہ بھی دے اور قادیان سے باہر رکھنا چاہے میں نہیں رہ سکتا۔ ہاں امام علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں پھر خواہ مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے۔ بس میری دولت میرا مال، میری ضرورتیں اس امام کے اتباع تک ہیں اور دوسری ساری ضرورتوں کو اس ایک وجود پر قربان کرتا ہوں"۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرۃ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بعض منتخب تحریرات محترم محمود مجیب اصغر صاحب نے ماہنامہ "خالد" اگست ۹۶ میں پیش کی ہیں۔

— ★ ★ ★ —

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

خدا کا عذاب؟

کچھ عرصہ قبل پورٹ آرتھر آسٹریلیا میں ایک شخص نے بغیر کسی وجہ کے بےدریغ گولیاں چلا کر ۳۵ افراد ہلاک کر ڈالے۔ اس واقعہ پر پوری قوم نے دکھ محسوس کیا اور اپنے اپنے رنگ میں اظہار خیال کیا۔ اب آسٹریلیا کے PRESBYTERIAN CHURCH نے ایک رسالہ شائع کیا ہے جس کا نام ہے PORT ARTHUR REVISITED ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ پورٹ آرتھر کا قتل عام معاشرہ کی بدعنوانیوں، لالچ اور چرچ میں جانے سے بےاعتنائی برتنے کا نتیجہ ہے۔ یہ واقعہ اتوار کے روز ہوا جو ہمارے لئے سبت کی حیثیت رکھتا ہے اس روز تو ہم سب کو چرچ میں ہونا چاہئے تھا۔ چرچ کی حاضری جتنی اب گر چکی ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔ ہم اتوار کو بجائے چرچ میں جانے کے کاروبار میں لگے رہتے ہیں۔ عام روایتی طرز سے ہٹ کر زندگی بسر کرنے کے نت نئے تجربے کر رہے ہیں، فحاشی عام ہے، کثرت سے اپنے ساتھیوں کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ حمل ضائع کرنے کے واقعات اور دنیا طلبی کا لالچ بہت بڑھ چکا ہے۔ ان حالات میں یہ کونسی عجیب بات ہے اگر اس طرح کے واقعات ہم کو پیش آئیں۔ خدا نے یہ واقعہ اس لئے ہونے دیا کہ ہمیں تنبیہ ہو کہ اس طرح کے واقعات مزید خوفناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر ہم خدا کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو۔ (ماخوذ از ہیرلڈ ۲ جولائی ۹۶ء)

کئی پادریوں نے اسے سخت تند و تلخ قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہمیں ضالین کیوں قرار دیا گیا ہے۔ رسالہ ہمدردی سے عاری قرار دیا گیا ہے۔

حال ہی میں خدا کی طرف عذاب منسوب کرنے کا ایک واقعہ یہودیوں کی طرف سے بھی اخبار میں موضوع سخن بنا رہا ہے۔ سڈنی کے یہودیوں کو سخت غصہ ہے کہ ان کے آنجہانی لیڈر Rabbi Menachem Schneerson کی طرف یہ منسوب کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے جرمنی میں لاکھوں یہودیوں کی موت کے واقعہ HOLOCAUST کو یہودیوں پر خدا کا عذاب قرار دیا ہے۔ یہ ربائی صاحب وہی ہیں جو ایک کٹر یہودی تنظیم LUBAVITCHER کے لیڈر تھے جن کی تعداد امریکہ میں تین لاکھ کے قریب ہے۔ یہ صاحب ۱۹۹۴ء میں ۹۲ سال کی عمر میں امریکہ میں انتقال کر گئے تھے۔ ان کے بارہ میں خیال تھا کہ وہ مسیح ہونے کا اعلان کردیں گے جن کا یہود اب تک انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں جو اپنے فرقہ کی لائبریری میں موجود ہے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ ہولوکاسٹ کا واقعہ ہونا اچھا تھا کیونکہ اس طرح خدا نے یہود کا گلا سڑا حصہ کاٹ پھینکا۔ اگر خدا اس طرح نہ کرتا تو پوری یہود قوم ہلاک ہو جاتی۔ ان کے اس بیان پر جو حال ہی میں منظر عام پر آیا ہے ہولوکاسٹ سے بچے ہوئے یہودی سخت سیخ پا ہوئے ہیں (یعنی یہ کہ انہیں مغضوب علیہم کیوں کہا گیا ہے)۔ (ماخوذ از ہیرلڈ ۱۷ جولائی ۹۶ء)

خدا کے اکثر عذاب انسان کے اپنے ہی افعال بد کا نتیجہ ہوتے ہیں جو خدا کے طبعی و قدرتی قوانین کے تحت آتے رہتے ہیں یہ طبعی عذاب کہلاتے ہیں ان کا کسی مذہب کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور کافر و مومن ہر وقت اس کی زد میں ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ خدا دعا کے ذریعہ بچالے۔ بعض عذاب ایسے ہوتے ہیں جو خدا کے کسی مامور کو دکھ دینے اور گناہوں پر اس کے انذار کے بعد آتے ہیں۔ ایسے عذاب گناہ و ثواب کے روحانی قوانین کے تابع ہوتے ہیں اور شرعی عذاب کہلاتے ہیں۔ قوموں پر عذاب و حوادث کی شکل میں جو دکھ اکثر آتے رہتے ہیں ان پر اگر غور کیا جائے تو یہ سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ کونسا عذاب طبعی حادثہ تھا اور کونسا واقعی طور پر عذاب الٰہی۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ سال اسلامی اصول کی فلاسفی کی صد سالہ جوبلی کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ کیا آپ نے اس کتاب کا مطالعہ کر لیا ہے؟

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

28/10/1996 - 6/11/1996

15 JUMADI UL THANI
Monday 28th October 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Quiz Nasirat ul Ahmadiyya Faisalabad Vs Gujaranwala Vs Sargodha (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around the Globe-
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends. (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Quiz Nasirat ul Ahmadiyya Faisalabad Vs Gujaranwala Vs Sargodha (R)
07.00	Dars-ul-Quran (3 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London (1995) (R)
08.30	Speech - by Late Aftab A Khan Sahib - J/S UK - 1991
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
10.00	Urdu Programme - "Seerat-un-Nabi" - Written by Hadhrat Mir Mohammad Ishaq Sahib- Read by Fareed Ahmad Naveed
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Prog.- Menurut Islam - J/S Indonesia '96
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 28.10.96
15.00	MTA Sports - Ansarullah Sports - Rabwah
16.30	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (N)
19.00	German Programme: - 1) Begegnung mit Hazoor 2) Mehr Über Jalsa 96
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 28.10.96 (R)
23..00	Learning Norwegian
23:30	Various Programme

16 JUMADI UL THANI
Tuesday 29th October 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Yassarnal-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - Ansarullah Sports - Rabwah
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
04.30	Various Programme
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 28.10.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (R)
07.00	Pushto Programme -
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.30	Philosophy of the Teachings of Islam
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Programme : Lecture "Life of the Holy Prophet before Prophethood " Delivered by : Maulana Abdul Awal Khan
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosue. . London . UK - 26.5.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 29.10.96
15.00	Medical Matters: - Diseases of Teeth - Dr Sultan A Mobashir with Dr Naseer A Khan
15:30	Conversation with a new convert - Mrs & Dr Abdul Aleem
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Prog - Islamil Usul Ki Philosophy
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme: 1)Kinder StellenVor Dino II 2) Mehr Über Jalsa '96 3) Lernen Deine Religion Kenn - Learn Your religion
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 29.10.96 (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

17 JUMADI UL THANI
Wednesday 30th October 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters :- Diseases of Teeth - Dr Sultan A Mobashir with Dr Naseer A Khan
02.30	Conversation with a new convert - Mrs & Dr Abdul Aleem
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
04.30	Hikayat-e-Shereen (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 29.10.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.30	Speech by : Mir Mehmood Ahmad Nasir . "Islam's Invasion In Iran " (Part 1)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme :Speech "Aayat Khatum-un-Nabiyeen Aur Jamat Ahmadiyya Ka Mouqaf " By Maulana Sultan Mahmood Anwar
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme -
14.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 30.10.96
15.00	Durr-i-Sameen - Part 14
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran
19.00	German Programme :1) Huzur auf dora - Huzoor's Tour Jalsa 96 2) Tic Tac - Quiz Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	MTA Life Style - Al Maidah - "Aloo Gosht"
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 30.10.96 (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazam

18 JUMADI UL THANI
Thursday 31st October 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Durr-i-Sameen - Part 14 (R)
02.30	Various Programme
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazam
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 30.10.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00	Sindhi Programme -
08.00	MTA Lifestyle - "Aloo Gosht " (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Prog - Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (a.s) -Hadhrat Maulvi Mohammad Hussain
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih - 31.10.96
15.00	Quiz Programme -Majlis Khuddam ul Ahmadiyya, Pakistan
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 12- 31.3.94 - (Part 2)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Mulaquat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme 1) Mehr Uber Jalsa 96 2)Ich zeig dir was - I am showing you something
20.00	Urdu Class (N)
21.00	M.T.A Entertainment- Bazm-e-Moshaira: Saleem Shah Jahan Ke Saath Aik Shaam - (Part2)
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 31.10.96 (R)
23.00	Learning Dutch
23.30	Various Programme

19 JUMADI UL THANI
Friday 1st November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaquat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Majlis Khuddam ul Ahmadiyya . Pakistan
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 12 - Part 2 - 31.3.94 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
04.30	Various Programme
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 31.10.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme-
08.00	M.T.A Entertainment - Bazm-e-Moshaira: Saleem Shah Jahan Ke Saath Aik Shaam (Part 2) (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Programme - Dawat Illalah by Maulana Abdul Wahid Sahib - Part 2
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 1.11.96
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 1.11.96
15.15	MTA Variety - Quiz Lajna - Chak 99 Shamali Vs Chak 98 Shamali
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Yassarnal Quran
19.00	German Programme - 1) Ihre Fragen - Question & Answer with H. Hübsch 3)Willkommen in Deutschland -
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends 1.11.96 (R)
23.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 1.11.96 (R)

20 JUMADI UL THANI
Saturday 2nd November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Variety - Quiz Lajna - Chak 99 Shamali Vs Chak 98 Shamali
03.00	Urdu Class (R)
04.00	MTA Variety : Speech by Kareem Asad A. Khan - 31.7.94
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 1.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 1.11.96 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
08.30	Various Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Programme: Pakistan ke Iqtasadi Halaat - by Dr Abdul Kareem
11.00	Urdu Class
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - with Hadhrat Khalifatul Masih IV - with Bosnians and Albanians - 13.10.96 - Oslo - Norway
14.30	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 2.11.96
15.30	Meet Our Friends -
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Variety Programme - Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Sangla Hill Vs Noshairah
19.00	German Programme 1) Urdu Klass mit Hazoor
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	A Page from the History of Ahmadiyyat by B.A. Rafiq Sahib
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 2.11.96 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

21 JUMADI UL THANI
Sunday 3rd November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Variety Programme - Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Sangla Hill Vs Noshairah
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Meet Our Friends
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV 2.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Variety Programme - Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya - Sangla Hill Vs Noshairah
07.00	Sindhi Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.30	A Page From the History of Ahmadiyyat By: B.A Rafiq
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Programme - Introduction of Hadith
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question/Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - with Non-Ahmadi Guests - Organised by Majlis Ansarullah - Mahmood Hall UK- 25.2.96
14.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 3.11.96
15.30	Around The Globe:- Documentary - On Satellite Dish
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme - Q/A Session with Albanian-Bosnians - with Hadhrat Khalifatul Masih IV - Düsseldorf - 1.9.96 - (Part 3)
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz Nasirat ul Ahmadiyya - Khairiyan Vs Rabwah Vs Sheikhupura
19.00	German Programme 1) Quiz Show Lajna 2) Zeit Zum Diskutieren
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Speech - by Late Aftab A Khan Sahib - J/S UK - 1992
21.30	Dars-ul-Quran (4 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (1995)
23.00	Various Program
23.30	Learning Chinese

22 JUMADI UL THANI
Monday 4th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Quiz Nasirat ul Ahmadiyya - Khairiyan Vs Rabwah Vs Sheikhupura
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Around The Globe: - Documentary-On Sattelite Dish
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning Chinese
05.00	Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Quiz Nasirat ul Ahmadiyya - Khairiyan Vs Rabwah Vs Sheikhupura
07.00	Dars-ul-Quran (4 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London (1995) (R)
08.30	Speech - by Late Aftab A Khan Sahib - J/S UK - 1992
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme - Speech "Seerat-un-Nabi (saw) - Ghazva-I-Ohud mein Huzoor (saw) Ka Khulq-I-Azeem " , Written By : Mir Mehmud Ahmed Nasir - Part 1
11.00	Urdu Class (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme- F/S 18.8.95
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 4.11.96
15.00	M.T.A. Sports- All Rabwah Football Tournament - Atfal -ul - Ahmadiyya : Dar ul Barkat Vs Dar-ul -Uloom
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Turkish Programme-
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (N)
19.00	German Program 1)Begegnung mit Hazoor -Meeting with Hadhrat Khalifatul Masih IV 2) Mach Mit , Besteln "Handicraft"
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam -
22.00	Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV 4.11.96 (R)
23.00	Learning Norwegian
23.30	Various Programme

23 JUMADI UL THANI
Tuesday 5th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	M.T.A. Sports - All Rabwah Football Tournament - Atfal -ul - Ahmadiyya : Dar ul Barkat Vs Dar-ul -Uloom
03.30	Urdu Class (R)
04.30	Learning Norwegian
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 4.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.30	Philosophy of the Teachings of Islam -(R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme: Hijri Shamsi Calender
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV - (2.6.89) Fazl Mosque , London ,U.K
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 5.11.96
15.00	Medical Matters - " Diseases of Teeth ". Dr. Sultan A. Mobashir - Dr. Naseer Ahmad Khan
15.30	Seminar - Dawat Illalah - Speech by: Sayyed Ahmad Ali Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Norwegian Prog-Islami Usul Ki Philosophy
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (N)
19.00	German Programme - 1) Mehr Uber Jalsa 96 2) Lerne deine Religion Kenn
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 5.11.96 (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

24 JUMADI UL THANI
Wednesday 6th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Medical Matters - " Diseases of Teeth ". Dr. Sultan A. Mobashir -Dr. Naseer Ahmad Khan
02.30	Seminar - Dawat Illalah - Speech by: Sayyed Ahmad Ali Sahib
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning French (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 5.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
08.30	Speech by : Mir Mehmood Ahmad Nasir . "Islam's Invasion in Iran " (Part 2)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme:Speech by Mukarram Maulana Mohammed Munawar
11.00	Urdu Class (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme : 56
14.00	Natural Cure -Homoeopathic Lesson- With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 6.11.96
15.00	Durr-I-Sameen - Part 15
15.30	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV(N)
19.00	German Programme 1) Mehr uber Jalsa 96 2) Tic Tac - Quiz Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	M.T.A Life Style - Al Maidah - Qeema Khichri
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih - 6.11.96 (R)
23.00	Learning Arabic (R)
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm

Please note:
Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44 .181 .874 .8344

The weekly Friday Sermon is translated into the following languages: Urdu 6.50 MHz, English 7.02 Mhz, Arabic 7.20 Mhz, Bangla 7.38 Mhz (or German), French 7.58 Mhz, Indonesian 7.74 Mhz (or Turkish)

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, November 1, 1996 No. 44

دنیائے مذاہب

رہبانیت کے قانون میں تبدیلی کی جائے

پادریوں کے جنسی سکینڈلوں کی روشنی میں عیسائی راہنماؤں کا اظہار خیال

(ہدایت زمانی - لندن)

پوپ جان پال دوئم نے ۱۹۹۲ء میں رہبانیت کے قانون کے بارے میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ مکمل پرہیزگاری کا یہ اصول آسمانی بادشاہت کی محبت کے لئے ہے اور دنیا میں روحانی بالیدگی کا عدیم المثال منبع ہے۔ مگر جب بھی چرچ میں پادریوں کے جنسی سکینڈلوں کی خبریں شائع ہوتی ہیں عیسائی دنیا میں ہلچل مچ جاتی ہے اور کئی ایک عیسائی راہنما اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ چرچ کو پادریوں کی جنسی عیاشیوں سے بچانے کے لئے رہبانیت کے قانون میں یا تو تبدیلی کی جائے یا پھر کچھ رعایت دی جائے۔

حال ہی میں سکاٹ لینڈ کے بشپ راڈرک رائٹ کے واقعہ کا اخبارات میں خوب چرچا ہوا اور اس کے دو عورتوں کے ساتھ معاشقے کی خبریں پریس میں شائع ہوئیں تو ایک مرتبہ پھر یہ بحث سامنے آئی کہ چرچ کے اندر رہبانیت کا قانون کس قدر سود مند ہے۔ کیا اسے برقرار رہنا چاہئے یا کالعدم قرار دینا چاہئے۔ چنانچہ برطانیہ کا ایک اخبار ڈیلی ٹیلیگراف اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ:

"بشپ راڈرک رائٹ اور اس کے ناجائز تعلقات کے نتیجہ میں ایک بچے کی پیدائش کا واقعہ ایسے سنسنی خیز سکینڈلوں میں سے ایک ہے جس نے چرچ کی بنیادوں کو ہلا دیا ہے"۔

ان واقعات کی روشنی میں بعض عیسائی راہنما خیال کرتے ہیں کہ Celibacy کے قانون میں تبدیلی ناگزیر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چونکہ ہر سال کئی پادری مجرد رہنے کے اصول کی پابندی نہ کر سکنے کے باعث چرچ کو خیرباد کہہ دیتے ہیں اس لئے اس قانون میں کچھ رعایت ہونی چاہئے اور خاص طور پر ایسے ممالک مثلاً ساؤتھ امریکہ اور یورپ جہاں پادریوں کی بھرتی میں مشکلات کا سامنا ہے وہاں شادی شدہ پادریوں کو رکھ لینا ہی عقل مندی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق صرف یورپ میں ہر سال ۷۰۰ سے زائد پادری استعفیٰ دے جاتے ہیں اور شادیاں کر لیتے ہیں۔

ایک امریکن مصنف رچرڈ سیپ Richard Sipe جو کسی زمانہ میں خود پادری تھے اپنی کتاب:

Sex, Priests & Power:
Anatomy of Crisis

میں لکھتے ہیں کہ تین سال پہلے انہوں نے امریکہ میں ایک سروے کیا تھا جس کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ امریکہ کے ۴۰ فیصد پادری مجرد نہیں ہیں۔

پچھلے دنوں کیتھولک ٹائمز اخبار نے ایک سروے کے بعد اس خدشے کا اظہار کیا کہ اگر Celibacy کے قانون میں تبدیلی نہ کی گئی تو رومن کیتھولک پادریوں کے دو تہائی حصے کے چرچ کے ساتھ منسلک رہنے کے بارہ میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

سروے میں برطانیہ کے ۱۰۲ چرچ کے عہدیداروں سے یہ سوال کیا گیا تھا جن میں سے صرف ۲۹ نے کہا ہے کہ وہ Celibacy کے قانون میں تبدیلی کی سخت مخالفت کریں گے۔

آئرلینڈ میں بھی اسی طرح کا ایک سروے کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ آئرش کیتھولک آبادی کا دو تہائی حصہ اس قانون میں نرمی کے حق میں ہے۔

بعض رومن کیتھولک دانشوروں نے رہبانیت کے قانون کی تاریخی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ قانون ابتدائی چرچ میں نہیں تھا بلکہ پوپ گریگوری ہفتم کے زمانے میں شروع ہوا جو ۱۰۷۳ء سے ۱۰۸۵ء تک رومن کیتھولک عیسائیوں کا راہنما تھا۔

کینیڈا کے ایک پادری Fintan Kilbride نے کہا ہے کہ اگر Celibacy کا قانون ختم ہو جائے تو رومن کیتھولک چرچ زیادہ صحت مند ہو کر ابھرے گا کیونکہ اس قانون کی وجہ سے نئے پادری بھرتی نہیں ہو رہے۔ ۶۹ سالہ یہ پادری کینیڈا کے ان دو ہزار پادریوں میں سے ایک ہے جنہوں نے چرچ کو چھوڑ کر شادی کر لی ہے۔ ایسے سب پادریوں نے مل کر ایک ایسوسی ایشن Corpus بنائی ہوئی ہے۔ امریکہ کی Corpus برانچ میں ۲۰ ہزار ممبر ہیں۔

ایسٹ لندن کے بشپ Rev. Victor Guazzelli اس معاملہ میں بہت دلیر ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک بیان کے ذریعہ کہا ہے کہ وہ چرچ میں شادی شدہ پادریوں کی تجویز کی حمایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ Celibacy کے بارہ میں چرچ کو یہ پالیسی ہرگز اختیار نہیں کرنی چاہئے کہ تمام پادری بلا استثناء مجرد ہوں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس موضوع پر کھلے عام تبادلہ خیالات ہو۔ ان کے خیال میں مجرد رہنے کے اصول کو نوجوانوں کے سامنے ایک آئیڈیل کے طور پر پیش کرنا چاہئے مگر پادری بننے کے لئے شرط قرار نہیں دینا چاہئے۔ خاص طور پر جبکہ تاریخی طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۲ویں صدی سے پہلے Celibacy کا اصول لازمی نہ تھا، بلکہ اختیاری تھا۔

بشپ Guazzelli نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ بہت سے دیگر بشپ اس کی رائے سے مکمل اتفاق کرتے ہیں۔

کیتھولک پادریوں کی ایک ایسوسی ایشن کے مطابق دنیا بھر میں ایک لاکھ شادی شدہ رومن کیتھولک پادری ہیں جو پادریوں کی کل تعداد کا ۲۰ فیصد ہیں اور یہ سب انتظار میں ہیں کہ رہبانیت کا قانون ختم ہو تو وہ دوبارہ پادری کے عہدہ پر فائز ہو سکیں۔

برطانیہ کا ایک اخبار سنڈے ٹیلی گراف مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۶ء کو اسی موضوع پر اپنے اداریہ میں رقمطراز ہے:

Celibacy for priests is not, of course, an article of faith, but a matter of clerical discipline. It could, therefore, be relaxed.

پادریوں کے لئے مجرد رہنے کا اصول ایمان کا جزو نہیں بلکہ محض پادریوں کے لئے ایک ضابطہ ہے جس میں نرمی برتی جا سکتی ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی وہ تصویر کا دوسرا رخ بھی بیان کرتا ہے اور Celibacy کے حق میں مختلف دلائل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس بات کے کوئی شواہد موجود نہیں کہ Celibacy کے قانون میں تبدیلی کی وجہ سے بہت سے پادری بھرتی ہونے لگیں گے کیونکہ یورپ میں ان چرچوں میں جہاں ہمیشہ غیر شادی شدہ پادری لئے جاتے ہیں مناسب تعداد میں پادری امیدوار آگے نہیں آ رہے۔ اور پھر اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ چرچ آف انگلینڈ کے اندر بھی گاہے بگاہے پادریوں کے سکینڈل نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ اخبار مزید لکھتا ہے کہ دوسری ویٹیکن کونسل (Vatican - Council) سے پہلے پادریوں کی زندگیوں میں نظم و ضبط کو بہت دخل تھا۔ انہیں عورتوں کے ساتھ راہ و رسم رکھنے کی ممانعت تھی۔ سینما تک جانے کی اجازت نہ تھی اور ایک زمانہ تک تھیٹر جانا بھی انکے لئے منع تھا۔ نیز راہ چلتے وقت اپنی نگاہوں کو کنٹرول کرنے کا حکم تھا تاکہ شہوت پرست نظاروں سے اعراض ہو سکے۔

اخبار کے نزدیک چرچ کو چاہئے کہ ان باتوں کو عوام الناس کے سامنے بار بار لائے۔ ان باتوں کے باوجود یورپ میں کئی جگہوں پر اور شمالی اور جنوبی امریکہ میں اس قانون کی تبدیلی کے لئے دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی ممالک میں اکثر پادری بوڑھے یا ادھیڑ عمر کے ہیں اور ان کی جگہ لینے کے لئے نئی نسل اس طرف مائل نہیں ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ۱۹۷۰ء میں یورپ میں راہبوں اور راہبات سمیت کل چرچ کے ملازمین کی تعداد ۳۳۹۷۱ تھی جو ۱۹۹۴ء میں ۲۹۵۱۱ رہ گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چرچ اس معاملہ میں بھی انحطاط پذیر ہے۔

دانشوروں کی باتیں

معاشرہ انحطاط کا شکار ہے

"صوبائی وزیر تعلیم میاں عطا مانیکا نے کہا ہے کہ اس وقت ملک کے کسی ادارے میں قانون کی بالادستی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرتی خرابیاں بڑھتی جا رہی ہیں...... ہمارے ملک میں کوئی نظام نہیں ہے اور اس کو پٹڑی سے اترے کافی عرصہ ہو چکا ہے..... ہم قوم کو بے مقصد تعلیم دے رہے ہیں۔ ہمارا کوئی نشان منزل نہیں۔ ہم نے ماحول کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ معاشرہ انحطاط کا شکار ہے"۔

لاقانونیت کا طوفان

انجم رومانی نقوی "لاقانونیت کا طوفان" کے عنوان سے روزنامہ جنگ لندن ۱۸ ستمبر ۱۹۹۶ء میں لکھتے ہیں:

"ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں نہ خوف خدا رہا ہے نہ قانون کا خوف۔ مذہب کی گرفت ڈھیلی ہونے سے انسان شیطان کی جانب راغب ہوتا ہے۔ رہا قانون کا خوف تو اس تصور ہی کا دامن چاک ہو چکا ہے۔ اول تو قانون نافذ کرنے والے ادارے نا اہلی اور نالائقی کی علامت بن چکے ہیں۔ عام تاثر یہ ہے کہ پولیس کھوج لگانے اور تفتیش کرنے کے فن سے نابلد ہے۔ چنانچہ قانون کا ہاتھ مجرم تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اگر وہ کھوج لگانے میں کامیاب ہو بھی گئے تو سفارش سیاسی اثر و رسوخ یا پھر دولت سے ان کا منہ بند کر دیں گے........ میں اپنے طور پر محسوس کرتا ہوں کہ لاقانونیت کینسر کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ اب اس کا خاتمہ کسی کمزور سیاسی یا جمہوری حکومت کے بس کا روگ نہیں۔ میرے نزدیک اس کا علاج سرجیکل آپریشن ہے جس کے لئے ایک ایسے سرجن کی ضرورت ہے جو آپریشن کر کے اس کینسر کی جڑیں نکال سکے"۔ (روزنامہ جنگ لندن، ۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

(مرسلہ: سی۔ آر۔ احمد)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ (مینیجر)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ: خلیفہ رواح الدین احمد